ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ
اپریل ۱۹۹۷ء
۴

یہ مسرّت طلبی، یہ جشن سامانی؟
کلچر اور دانشوری کے نام پر لچر پن کے مظاہرے

ایک نیا فتنہ!
لاہور میں ایک نئے ملعون مدّعی نبوّت کا ظہور

ذبیح اللہ سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام
کے آثار و احوال
(ایک نیا زاویۂ تحقیق)

پاکستان ریلوے اور قادیانیوں کی تخریب کاریاں
ھوش ربا اور چشم کشا انکشافات

"سامنے تو آئیے"!
ایک کالم۔
مرزائیوں کے "گم نام" وکیل صفائی کے نام

پاکستان کے جسم کا سیاسی ناسور

مسئلہ ختم نبوت جانِ ایمان اور روحِ قرآن ہے۔ اگر مسلمان عقیدۂ ختم نبوت سے بال برابر بھی ادھر ادھر ہوجائیں تو پھر نہ محمد عربی ﷺ کا فرمان باقی رہتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس باقی رہتی ہے جس پر حضرت آدم سے لے کر حضور ختمی مرتبت تک تمام انبیاء متفق ہیں۔ مرزائیت ...... اسی روح پر اور جانِ قرآن اور جانِ اسلام پر مرتدانہ ضرب ہے۔ میں اس کے استیصال کو ہر مسلمان کےلیے فرض بلکہ افرض جانتا ہوں اور اپنی زندگی کی آخری بازی بھی اس پر لگادوں گا۔ یہ پاکستان کے جسم کا سیاسی ناسور ہے، اگر حکومت نےاس کا آپریشن نہ کیا تو یہ ناسور سارے جسم کو تباہ کرکے رہے گا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ
(روزنامہ ''آزاد'' احرار نمبر ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء)

*

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۷ھ ، اپریل ۱۹۹۷ء جلد ۸ ، شمارہ ۴ ، قیمت/۱۲ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر :

سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول :

سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

ذوالکفل بخاری ٥ قمرالحسنین

شمس الاسلام بہاوی ٥ ابوسفیان تائب

محمد عمر فاروق ٥ عبداللطیف خالد

خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک /۱۲۰ روپے ○ بیرون ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ، ملتان ۔ فون : ۵۱۱۹۶۱

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبہ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات	اداریہ	سید محمد ذوالکفل بخاری	۳
قلم برداشتہ	یہ مسرت طلبی یہ جشن ساماں	سید عطاء المحسن بخاری	۵
تذکرہ وتعارف	بارگاہِ نبوی کے کاتب	مولانا عبدالحق چوہان	۸
حریفانِ حرم	مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نیا فتنہ	محمد طاہر	۱۴
رَدّ مرزائیت	سامنے تو آئیے	جناب حامد میر	۲۷
" " " " "	ریلوے نظام میں قادیانیوں کا عمل دخل	ڈاکٹر دین محمد فریدی	۳۰
تاریخ و تحقیق	سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام	حبیب اللہ شاہد	۳۱
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۴۴
حمن چمن اجالا	کاروانِ احرار منزل بہ منزل	عبداللطیف خالد چیمہ، عمر فاروق	۴۶
	قائدینِ احرار کا تنظیمی دورہ	ادارہ	۶۰

دل کی بات

نومنتخب وزیراعظم محمد نواز شریف کو حکومت سنبھالے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں، حکومت کے فعال ہونے اور تبدیلیاں لانے کے ارادے، اقدامات کی صورت اختیار کرتے دکھائی دینے لگے ہیں۔ تیرھویں آئینی ترمیم کی منظوری، واقعی ایک بہت بڑی تبدیلی ہے۔ قومی اسمبلی کی تحلیل اور فوجی سربراہوں اور صوبائی گورنروں کی تقرری کے صدارتی اختیارات کے خاتمے کو حقیقی پارلیمانی جمہوریت کی بحالی اور صدارتی نظام نافذ کرنے کی کوششوں پر ضربِ کاری قرار دیا جارہا ہے۔ یقیناً یہ وقت ایسی ہی باتیں کہنے، ایسے ہی دعوے کرنے اور ایسی ہی امیدیں باندھنے کا وقت ہے۔ مگر یہ پارلیمانی جمہوریت کیا ہے؟ صدارتی نظام کیا ہے؟ تین چوتھائی یا دو تہائی مینڈیٹ کیا ہے؟.... کیا یہ سب باتیں قوم کو پہلی بار سمجھائی، بتلائی اور جتلائی جائیں گی؟ کیا ۸ ویں ترمیم کے متنازعہ حصے ختم کردینے سے تنازعات ختم ہوجائیں گے؟ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۹۷ء تک کی بیس سالہ بحرانی سیاست کی اصل ذمہ داری کس پر ہے؟ پارلیمانی جمہوریت پر؟ صدارتی نظام پر؟ تین چوتھائی مینڈیٹ پر؟ یا ۸ ویں ترمیم پر؟ کیا ۱۹۷۷ء کا مارشل لاء، ایک منتخب وزیراعظم کی شخصی آمریت کا شاخسانہ نہیں تھا؟

ایک معاصر روزنامے کے تجزیہ نگار کا یہ کہنا کس قدر درست ہے کہ ...... (تازہ آئینی ترمیم سے)

"وزیراعظم صحیح معنوں میں ایک بااختیار چیف ایگزیکٹو بن گئے ہیں ۔وہ ذوالفقار علی بھٹو کے بعد دوسرے منتخب وزیراعظم ہیں جو انتہائی بااختیار ہیں ۔ لیکن اختیارات کا ارتکاز، ذمہ داری، بردباری اور ان اختیارات کو آئین اور قانون کے مطابق استعمال کرنے کا تقاضا بھی کرتا ہے ۔ اگر ان اختیارات کو ذوالفقار علی بھٹو کے سے انداز میں استعمال کیا جائے تو انجام وہی ہوتا ہے جو بھٹو کا ہوا تھا۔ ۸ ویں ترمیم کو سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں مارشل لاء کا متبادل قرار دیا تھا۔ یہ ایک "سیفٹی والو" بھی تھا۔ یہ ترمیم ایک نرم تبدیلی کا راستہ فراہم کرتی تھی۔ اب کوئی بحران پیدا ہوتا ہے تو اس کے خاتمے کے لیے کوئی سیفٹی والو موجود نہیں ہے۔ یہ حقیقت، مسلم لیگ کی قیادت، وزیراعظم نواز شریف اور ان کے رفقاء کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہوگی"

وزیراعظم کے مشیر برائے قانون، سینیٹر خالد انور نے کہا ہے کہ ہم نے ۸ ویں ترمیم کی صرف بعض شقیں ختم کی ہیں کیونکہ اسی ترمیم کے تحت قرارداد مقاصد آئین کا حصہ ہے۔ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کا شریعت اپیلیٹ بنچ بھی اسی ترمیم کا نتیجہ ہے۔ اسی ترمیم کے ذریعہ سے اقلیتوں کو اضافی حقوق دیے گئے اور سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد میں اضافہ بھی اسی کے تحت ہوا۔ خالد انور نے کہا ہے کہ آئینی اختیارات اور ذمہ داریوں سے متعلق تضادات دور کرنے اور ابہامات ختم کرنے کے لئے

تفصیلی آئینی پیکج بعد میں لایا جائے گا۔

جہاں تک ۸ ویں ترمیم کے اسلامی تشخص کے حامل حصوں کو باقی رکھنے کا تعلق ہے تو یقیناً یہ ایک دانش مندانہ اور مستحسن فیصلہ ہے۔ اور جہاں تک آئینی تضادات اور ابہامات کے خاتمہ کی بات ہے تو اس بارہ میں حکومتی مؤقف کی اصابت و معقولیت "موعودہ" تفصیلی آئینی پیکج کے آجانے کے بعد ہی جانچی جاسکے گی۔ حکومتی مؤقف کی رو سے صدر مملکت کو صرف اور صرف چیف ایگزیکٹو (وزیراعظم)، کابینہ اور پارلیمنٹ کے فیصلوں کی توثیق کا فرض انجام دینا ہوتا ہے۔ کیونکہ صدر کی حیثیت "جمہوریہ" کے اتحاد کی علامت کی ہے اس لیے اگر صدر میدان سیاست میں، یا انتظامی امور میں کود پڑے تو اس کی یہ حیثیت خطرہ میں پڑجاتی ہے اور اس کا آئینی مینڈیٹ بھی ختم ہوجاتا ہے ...... لیکن اس سوال کا کیا جواب ہے کہ جب حکومت اور اسمبلی عوام کے اعتماد سے محروم ہوچکی ہو اور وفاق پاکستان کے لیے خطرہ بھی بن چکی ہو اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے نام پر صدر کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں تو حکومت کی تبدیلی کیسے ہو؟ کیا ایسے وقت میں تبدیلیٔ حکومت کا واحد آئینی راستہ عدم اعتماد کی تحریک کی کامیابی ہو؟ کیا جولائی ۱۹۷۷ء (ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت) اور نومبر ۱۹۹۶ء (بے نظیر بھٹو کی حکومت) جیسی صورتحال میں اس راستے سے کوئی تبدیلی لائی جاسکتی تھی؟

نظر بظاہر تیرھویں آئینی ترمیم کے ذریعہ سے، نومنتخب حکومت نے ملک میں طاقت کے سرچشمہ پر صدر، چیف جسٹس آف پاکستان اور کمانڈر انچیف کی یکجائی کے پیش نظر اپنے لیے ضروری تحفظات فراہم کرلیے ہیں۔ لیکن ...... "طاقتوں" کے اس "چشمہ زار" میں کونسی طاقت کا سرچشمہ کون ہوگا؟ اور طاقت کے نام نہاد سرچشمے "عوام" کو کیا ملے گا؟ ان دونوں سوالوں کا جواب فی الوقت شاید کسی کے پاس نہیں۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

❋ ❋

جامع مسجد ختم نبوت (دارِ بنی ہاشم ملتان) کی تعمیر

جامع مسجد ختم نبوت (مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم ملتان کی بالائی منزل زیرِ تعمیر ہے۔ اخراجات کا تخمینہ چار لاکھ روپے ہے۔

اہل خیر مسجد کی تعمیر میں نقد یا سامان کی صورت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اجر حاصل کریں۔

بذریعہ چیک / ڈرافٹ یا منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بینک حسین آگاہی ملتان پاکستان

یہ مسرت طلبی، یہ جشن سامانی!

اخبار میں خبر ہے کہ "بسنت بہار کائٹ میلہ ۹۷ء" ...... ۲۱ مارچ کو راولپنڈی میں ہوگا اور یہ راولپنڈی کی تاریخ کا سب سے بڑا میلہ ہوگا۔ جس میں ڈے اینڈ نائٹ بسنت مقابلے ہوں گے۔ یہ وہی ڈے اینڈ نائٹ بسنت ہے جو ۱۴ فروری کو لاہور میں منائی گئی اور جس کے "منائے جانے" کی گواہی اخبارات سے یوں ملی کہ.... گولیوں کی تڑتڑاہٹ، پٹاخوں اور فلمی گانوں نے فضا ساری رات گونجتی رہی۔ اندرون شہر اور پوش علاقوں میں خواتین نے بھی پتنگیں اڑائیں۔اسلحہ کی نمائش پر پابندی فائرنگ سے اڑادی گئی۔ دھات کی ڈور سے بجلی بار بار جاتی رہی۔ بعض چھتوں پر شراب نوشی اور رقص کی محفلیں بھی برپا ہوئیں۔ کروڑوں روپے برباد ہوئے۔ لاہوریوں نے کروڑوں روپے اڑائے تو ملتانیوں نے لاکھوں۔ ۲۷ اور ۲۸ فروری کی درمیانی رات ملتان میں بھی ہلڑ بازی اور کریکروں کے دھماکوں کے ساتھ بسنت منائی گئی۔

بسنت پالا اڑنت، مژدۂ بہار، موسم کا نکھار، جاڑے کا اڑتا غبار، مزدکیوں اور سومناتیوں کو اس پر اصرار کہ یہ ہماری ثقافت ہے، ہمارا تہذیبی ورثہ ہے۔ یہ موسموں کے "تداخل" کی انگڑائی ہے اور ہم اس غزال بہار کے پیچھے بھاگتے ہی اچھے لگتے ہیں۔ اور یہ کہنے والے حوالہ دیتے ہیں مختلف زمانوں، علاقوں، قوموں کی تہذیب و ثقافت کا! جن لوگوں کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ سب تو کافر و مشرک تھے۔ مثلاً ہندو جو ہندوستان کی انتہائی قدیم قوم ہے، جس کے مذہب میں بسنتی رنگ پوترتا کی علامت ہے۔ اور اس میں موجود حقیقت (جو ہمارے کوتاہ بیں اور پستہ قامت دانشوروں کو چندھا کر دیتی ہے اور وہ دیکھ نہیں پاتے) یہ ہے کہ ہندو دھرم میں جو شخص رذائل سے پاک ہو وہ "تت پرش" ہوتا ہے اور اس کا روحی رنگ بسنتی ہوتا ہے جو اسے دیوتائی مقام و مرتبہ تک لے جاتا ہے۔ ماں کی فرمانبرداری سے جو شخص چمک اٹھتا ہے وہ ماں کی دعاؤں سے بسنتی رنگ والا (پوتر) ہوجاتا ہے اور وہ ماتا جی سے بسنتی رنگ کے لباس (بھیس) کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ ہندوستانی مذہبی تہذیب کی نمائندگی اکثر گانوں میں ہوتی رہتی ہے۔ جیسے....ع

مینوں رنگدے بسنتی چولا نی مائے........(ماں مجھے بسنتی رنگ کا چولا رنگ دے)

اس سے ظاہری لباس مراد نہیں بلکہ یہ جسم و روح کا کیفیاتی رنگ ہے جسکی بھیک مانگی گئی ہے، جو ماں ہی دے سکتی ہے۔

پاکستان میں بسنے والی قومیں مثلاً گھکھی، کھرل، ہرل، رانے، راؤ، ڈوگر، میو، جاٹ..... اور انکی بے شمار گوتیں ..... یہ سب ہندو تھے اور ضرب اورنگزیبی نے انہیں اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا یا خواجۂ اجمیر رحمہ اللہ نے جوہانوں کو مسلمان کیا۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی ثقافتی و سماجی زندگی کے پیراہن یکسر بدل گئے۔ ملنے جلنے کے رویے بدل گئے۔ "پرنام" کی جگہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ...... "اوم نمو بھگوتے واسودیواہ" ...... کے بدلے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ...... مہا بھارت، رامائن اور گیتا کے بدلے قرآن و حدیث کی نعمتوں سے

مالا مال ہوئے۔ انہیں بتلایا اور سمجھایا گیا کہ لاالہ اللہ کو مسلسل پڑھنے سے، اس کے تقاضے پورے کرنے سے روح "بنفشی" ہوجاتی ہے، ورنہ تو دوزخیوں کے رنگ سیاہ میں بھٹکتی رہتی ہے۔اور پھر مورتی پوجن سے کیا حاصل؟ سچے نبی نے تو آل اسماعیل کے گیارہ قبیلوں سے پھیلنے والی تین سو ساٹھ مورتیوں کے آگے سجدہ ریز ہونے والے فرزندان ناہموار کی تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، سماجی وراثت کو تبدیل فرمادیا تھا۔ یہی کام خواجۂ اجمیر نے اس سرزمین میں کیا اور یہاں کے چرواہوں، مزدوروں، کوچوانوں، رہڑی بانوں، جولاہوں، کمہاروں، موچیوں، تیلیوں، میراثیوں، کا کلچر تبدیل کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں ان کے کلچر کا منظر اور پس منظر تبدیل کر دیا، اس پر ایک نئے کلچر کی چھاپ لگادی۔ اسے کیا کہیے کہ ہماری قوم کو یہ "چھاپ" پسند بھی نہیں اور گوارا بھی نہیں۔ سبب یہ ہے کہ ہمارے دانشوروں کی نظر میں اپنی ثقافت صرف پتنگ اڑانے میں ہی مضمر ہے۔ پتنگوں، امنگوں اور ترنگوں کے "بدرنگوں" سے ان کی آنکھیں، دل اور کلیجہ ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں۔ زندگی کے باقی ثقافتی ورثے نہ ان کی کھوپڑی میں محفوظ ہیں نہ سماج کے رونقوں، روشوں، اداؤں میں جھلملاتے، تھرکتے نظر آتے ہیں۔ حال ہی میں ایک "اولیائی" دانشور نے لکھا ہے کہ..... "اولیاء اللہ نے بسنت کو پروردگار کی رحمت و نصرت سمجھ کر باانداز شکر گزاری اپنایا ہے...... بسنت پر پتنگ بازی ہماری تہذیبی روایت اور ثقافتی ورثہ ہی نہیں بلکہ ایک پاکیزہ شوق ہے۔" واہ، کیا فہم رسا پایا ہے.....ع

مدعا عنقا ہے اپنے عالم تحریر کا!

دعویٰ کیا ہے اور دلیل کیا ہے؟ یہ ڈھونڈنے نکلیے تو دعاوی بغلیں جھانکتے اور دلائل ریوڑ ہانکتے پائے جائیں گے۔ پوچھا جاسکتا ہے کہ کسی ولی اللہ نے موسم کے تغیر کو اللہ کی رحمت و نصرت کہنے کے بعد پتنگ بھی اڑائی؟ آئی بو، بوکاٹا؟ خواجہ نظام الدین اولیاء نے پتنگ اڑا کر امیر خسرو کی پتنگ کاٹی ہو اور جامع مسجد دہلی کی چھت پر چڑھ کر نعرۂ رستاخیز لگایا ہو، امیر خسرو کی بو؟...... "آبجا بجا بجا" (پتنگ کاٹنے والوں کا حریف بے پتنگ کے خلاف نعرۂ فتح)..... اولیاء اللہ تو موسمی اور طبعی تغیرات کو اللہ کی رحمت ہی قرار دیں گے۔ موسموں کے تغیر پر قبضہ جو اللہ کا ہوا۔ پتنگ باز پاکستانی راونوں کا قبضہ تو پاکستانی ثقافت کے جنگل پر ہے۔ اولیاء اللہ نے بسنت کو اللہ کی رحمت و نصرت کہہ کے اللہ کی حمد و ثناء کی ترغیب دی ہے۔ نہ کہ لہو و لعب کی اجازت و دعوت! میں یہاں مغربی و مشرقی پنجاب میں وارد ہونے والے چند اولیاء اللہ کے نام لکھتا ہوں۔ بسنتی دانشور ذرا انہی کی تاریخ و سیرت کو دیکھنے کی زحمت کریں اور پھر بتائیں کہ ان بزرگوں نے علاقائی تہذیب و ثقافت کو تبدیل فرمایا، یا ان کافرانہ تہذیبوں کو جوں کا توں رہنے دیا۔ مثلاً مجدد الف ثانی، پیر محمد لدھیانوی، شاہ دولہ گجراتی کاٹھیاواڑی، داتا گنج بخش، جلال الدین سرخ نقوی بخاری، بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ نور محمد مہاروی، خواجہ سلیمان تونسوی، بہاء الدین زکریا ملتانی، رحمہم اللہ۔ چشت اہل بہشت ہوں، قادری نقشبندی ہوں یا سہروردی اکابر و اعاظم..... ان میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جس نے تعلیمات اسلام کی روشنی بھی عام کی ہو اور اسلام سے پہلے کی کلچرل گندگی بھی باقی رکھی ہو۔

ایک بات یہ بھی کہی گئی کہ اس ثقافتی ورثے اور پاکیزہ شوق کو محض اسراف قرار دے کر، اور مالی نقصان کی دہائی دے کر مہنگائی کے بھینٹ نہیں چڑھایا جاسکتا۔ باقی رہا جانی نقصان تو شوق اور مسرت طلبی کے لئے خطرات

سے کھیلنا تو پڑتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قوم کے افراد نے آپ کو ثقافت اور کلچر کا یہ شعور بخشا ہے وہ ظالم، شہروں میں آتش بازی نہیں کرتے بلکہ قانوناً اس کو جرم قرار دے چکے ہیں۔ شہروں سے باہر بڑے میدان انہوں نے غل غپاڑوں کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں تا کہ جس حیوان ملبوس نے یہ حماقتیں کرنی ہوں وہ شہر سے باہر جائے اور مسرتیں طلب کر لے۔ پاکستان میں جس حیوان بننے کی حمایت میں آپ ہلکان ہو رہے ہیں ذرا اس کا نقشہ اپنے گھر کی چھت پر جمائیے، ثقافت سمجھ میں آجائے گی۔ اگر یہ سب جاہلیت، تاریخی ورثہ ہے تو بیسویں صدی کی سات دہائیوں تک کیوں ایسا نہیں ہوتا تھا؟ پتنگ یقیناً اڑتی تھی مگر گالی، گولی، ننگی عورتیں، قتل و غارت، بدمعاشی، حرام کاری .... اور وہ سب کچھ جسے لکھتے ہوئے قلم جھینپ جاتا ہے اور جسے کرتے ہوئے ثقافتی گرگے نہیں جھینپتے، یہ سب کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ایک دانشوری ملفوظ یہ ہے کہ "غریبوں کی جشن سامانی کو غلط فہمی کی بناء پر ہندوانہ تہذیب سے موسوم کیا گیا"۔ میں پوچھتا ہوں کہ ساڑھے تین کروڑ روپے جو پتنگ بازی کی عیاشی پر بھک سے اڑگئے، کیا لاہور کے غریبوں کے پاس تھے؟ جنہیں آپ غریب کہتے ہیں، یہی ساڑھے تین کروڑ روپے ان پر صرف کئے جاتے تو غریبوں سے روٹھی ہوئی فرحت و انبساط، راحت و مسرت اور جشن و شادمانی دوبارہ انہیں مل جاتیں۔ غریب کا حال تو یہ ہے کہ ماں باپ مزدوریاں کرتے کرتے ہانپ رہے ہوتے ہیں اور ان کے ان پڑھ بچے محرومیوں کی معاشرتی کتاب مرتب کرتے ہوئے ننگے سر، ننگے پاؤں، ننگے بدن، پتنگ اور ڈور لوٹتے لوٹتے کبھی زخمی ہوتے، کبھی اپاہج ہوتے اور کبھی مر بھی جاتے ہیں۔ اور مسرت طلب پتنگ باز غریب کے لاشے کو دیکھ کر "اوہو، چہ چہ چچ چچ" کرکے ایک بار پھر پتنگ اور ڈور پر سرمایہ اجاڑنے چلا جاتا ہے۔

اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارا کلچر لہو ولعب نہیں۔ جو ثقافت، جو تہذیب، جو تمدن، غریبوں کے گھر اجاڑے اس پر تھو، آخ تھو! باقی جہاں تک مسرت طلبی کی بات ہے تو یہاں ہر ثقافتی طائفے کی الگ "طلب" ہے مثلاً بھنگ پینے والوں کی اپنی الگ ثقافت ہے اور ان کے دانشور کہتے ہیں کہ.....

بھنگ سبز رنگ دل تنگ نباشد
اوہ ملک بیابان اے جتھے بھنگ نباشد

اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہلِ خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961

بذریعہ بنک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

تذکرۂ سیرت قسط دوم مولانا عبد الحق چوہان

بارگاہِ نبوی ﷺ کے کاتب

۱۹۔ حضرت سعید بن سعید بن العاص القرشی الاموی رضی اللہ عنہ: یہ حضرت ابان اور خالد بن سعید کے بھائی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے اور غزوہ طائف میں جُرعۂ شہادت نوش کیا۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تینوں بھائیوں کے لئے نبی کریم ﷺ کے کاتب ہونے کا شرف حاصل ہے "رضی اللہ عنہ"

۲۰۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ: آپ قدیم الاسلام ہیں۔ مہاجرین حبشہ میں ان کا شمار ہے۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ خود روایت کرتی ہیں کہ حبشہ میں جب یہ نبی کریم ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ تو نجاشی نے حضرت شرحبیل کے ذریعہ ان کو آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلافت صدیقی کے دور میں شام کی جانب جو مختلف اسلامی عساکر روانہ کئے گئے ان میں سے ایک لشکر کی قیادت ان کے سپرد کی گئی تھی۔ اردن کی فتح ان کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو مصر کی جانب اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت شرحبیل مصر ہی میں تھے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی تھی۔ حسنہ انکی والدہ کا نام ہے۔ ان کے باپ کا نام عبداللہ بن المطاع ہے۔ خلافت فاروقی کے زمانہ میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی۔ العراقی اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے "رضی اللہ عنہ"۔

۲۱۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ ہجرت سے قبل نبی کریم ﷺ نے ان کے اور حضرت زبیر کے درمیان رشتۂ مواخاۃ قائم کیا تھا۔ غزوہ بدر میں یہ شریک نہیں ہوسکے تھے کیونکہ یہ اس وقت قافلۂ قریش کے حالات معلوم کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ چونکہ ان کا یہ سفر بھی غزوۂ بدر کے توابع میں سے تھا اس لئے غنیمت بدر میں سے ان کو حصہ ملا اور لسان نبوت سے ثواب اخروی کا استحقاق بھی حاصل ہوا۔ غزوۂ احد میں انہوں نے اپنی جاں نثاری کا پورا حق ادا کیا۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ ڈھال بن گئے۔ دشمن کی جانب سے آنے والے تیروں کو اپنے ہاتھ سے روکا۔ اس کے باعث ان کا ہاتھ شل ہوگیا اور اس دن آپ کو نبی کریم ﷺ کی جانب سے "طلحۃ الخیر" کا لقب عطا ہوا اور غزوۂ حنین کے موقعہ پر ان کو "طلحۃ الجود" کا لقب عطا ہوا۔ اور غزوہ تبوک کے موقعہ پر "طلحۃ الفیاض" کا لقب عطا ہوا۔ آپ کا شمار ان ذوات قدسیہ میں ہے جنکو عشرہ مبشرہ کے معزز لقب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور آپ ان

چھے افراد میں داخل تھے۔ جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے منتخب کیا تھا۔ آپ نے ایسی چار عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ جنکی ہمشیرگان نبی کریم ﷺ کے حبالہ نکاح میں تھیں۔(۱) ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق۔ سیدہ عائشہ صدیقہ کی ہمشیرہ (۲) حمنہ بنت جحش۔ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش کی ہمشیرہ (۳) الفارعہ بنت ابی سفیان۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی ہمشیرہ (۴)۔ رقیبہ بنت ابی امیہ سہیل۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ سہیل کی ہمشیرہ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مطالبہ قصاص دم عثمان میں پیش پیش تھے۔ یہ بھی اس جماعت میں شریک تھے۔ جنہوں نے اس مطالبہ کی خاطر بصرہ کی جانب سفر کیا تھا اور حادثہ جمل میں شہید ہوئے۔ ابن سید الناس اور العراقی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۲۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام ہیں۔ یہ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے اسلام لانے پر ان کو سخت اذیت دی گئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید لیا۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ہجرت کے موقعہ پر جن ایام میں نبی کریم ﷺ اپنے رفیق سفر صاحب لقب ثانی اثنین کے ساتھ غار ثور میں مقیم تھے۔ ان ایام میں عامر بن فہیرہ کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ وہ بکریوں کو غار کے دھانے پر لے آتے اور مقیمان غار کے لئے دودھ حاصل کیا جاتا۔ جب آپ ﷺ غار سے روانہ ہوئے تو حضرت عامر بھی اس قدسی قافلہ میں شریک تھے۔ جب سراقہ بن مالک مدلجی نے آپ کا تعاقب کیا اور جوں ہی وہ آپ کے قریب آیا تو اسکے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں دھنس گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر وہ اپنے ارادہ سے باز آیا۔ اور آپ ﷺ سے امان نامہ لکھ دینے کی درخواست کی۔ آپ کے حکم سے یہ امان نامہ عامر بن فہیرہ نے لکھا اور ایک روایت کے مطابق اس امان نامہ کا کچھ حصہ سیدنا ابوبکر صدیق نے لکھا اور کچھ حصہ سیدنا عامر بن فہیرہ نے لکھا۔ بیر معونہ کے واقعہ فاجعہ میں شہید ہوئے۔ بنو کلاب کے ایک شخص جبار بن سلمی نے ان کو شہید کیا۔ قاتل کا کہنا ہے کہ جب میں نے ان کو قتل کیا تو ان کی زبان سے یہ کلمہ نکلا "فزت واللہ" یعنی قسم بخدا میں کامیاب ہو گیا اور اس کے بعد ان کا جسم اطہر آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ قاتل نے جب ان کی یہ عجیب کیفیت دیکھی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۳۔ عبداللہ بن الارقم بن عبدیغوث القرشی الزہری رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنوزھرہ سے ہے۔ جو کہ نبی کریم ﷺ کا ننھیال ہے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ ابن رقم سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے بادشاہوں کے خطوط کا جواب تحریر کرتے تھے۔ ایک خط کے جواب تحریر کرنے پر لسان نبوت سے ان کے لئے یہ دعا نکلی "اللھم وفقہ" یعنی اے اللہ اس کو خیر کی توفیق دے۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے بھی انہوں نے کتابت کی خدمت سرانجام دی تھی۔ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابن اسحق مسلم بن الحجاج القشیری نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۴۔ عبداللہ بن رواحہ الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ: نبی کریم ﷺ کے زمانۂ بعثت کے وقت عرب میں فصاحت بلاغت اور شعر گوئی کا غلغلہ تھا۔ صحابہ کرام جنکا لقب ہی "خلاصۃ العرب العرباء" ہے۔ زبان دانی اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اعلیٰ ذوق کے حامل تھے۔ اور پھر ان میں سے بعض حضرات کو شعر گوئی کی مہارت تامہ حاصل تھی۔ انصارِ مدینہ میں سے تین حضرات ایسے تھے کہ جنکو شاعر نبی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ تینوں کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ ایک حضرت حسان بن ثابت۔ دوسرے حضرت کعب بن مالک۔ اور تیسرے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم۔ نبی کریم ﷺ کی مدح و ستائش میں ویسے تو ان کے بہت سے قصیدے ہیں۔ لیکن ان کا یہ شعر بہت ہی عجیب ہے۔

"لولم تکن فیہ آیات مبینۃ... کانت بدیھتہ تنبیک بالخبر"

ترجمہ:۔ اگر آپ ﷺ کے اندر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو آپ کی ظاہری شکل و صورت ہی ایسی حسین و جمیل تھی جو آپ کے نبیٔ برحق ہونے کی خبر دیتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ان ستر انصار میں بھی شامل تھے جنھوں نے رات کے وقت نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر مکہ میں بیعت کی تھی۔ اور آپ ﷺ نے بارہ انصار کو اپنی قوم کے لئے نقیب منتخب کیا تھا۔ ان نقباء میں سے ایک حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ غزوۂ موتہ کی طرف جب نبی کریم ﷺ نے مجاھدین کا لشکر روانہ کیا تو بالترتیب آپ نے تین امیر مقرر کئے۔ پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ۔ اگر یہ شہید ہوجاتیں تو پھر حضرت جعفر بن ابی طالب۔ اور اگر یہ بھی شہید ہوجاتیں تو پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ اسی ترتیب سے یہ حضرات شہید ہوئے۔ اور غزوۂ موتہ کا منظر نبی کریم ﷺ کو مشاھدہ کرایا گیا۔ آپ ﷺ اپنے ان جاں نثاروں کی شہادت کے منظر کو دیکھ کر اشک بار ہوگئے۔ پھر مسلمانوں کی جانب سے علم برداری کا منصب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا۔ اور اسی پر لسان نبوت سے ان کو "سیف من سیوف اللہ" کا عظیم لقب عطا ہوا۔ ابن سید الناس نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کا لقب صاحب الاذان ہے۔ نبی کریم ﷺ جب ھجرۃ کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت نماز کی جماعت قائم کرنے کے لئے لوگوں کو اطلاع دینے کے متعلق مشورہ ہوا، مختلف آراء پیش ہوئیں۔ ابھی کسی

رائے پر فیصلہ نہیں ہوا کہ مجلس برخاست ہو گئی۔ ان کو ایک جواب کے ذریعے اذان کے کلمات کی تلقین کی گئی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر اپنا یہ خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کے حق ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمائی جس کی وجہ سے اذان کی مشروعیۃ کا حکم ثابت ہو گیا۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات سکھلائے اور انہوں نے اذان دی۔ ابن سعد نے "الطبقات الکبریٰ" میں ایک خط نقل کیا ہے جس کے کاتب حضرت عبداللہ بن زید ہے۔ اور وہ خط یہ ہے۔ یہ خط وہ ہے جسکو رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا۔

"لخم کے قبیلہ درس میں سے جس شخص نے ایمان قبول کیا، نماز قائم کی، زکواۃ ادا کی، اللہ تعالیٰ کا حصہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ ادا کیا اور مشرکین سے قطع تعلق کر لیا تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ میں ہے۔ اور جس شخص نے اس کے دین سے رجوع کیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ سے بری ہے۔ اور جس شخص کے اسلام کے متعلق کسی مسلمان نے گواہی دی وہ بھی محمد ﷺ کے ذمہ میں ہے اور مسلمانوں میں سے ہے۔" یہ تحریر عبداللہ بن زید نے لکھی۔

"ابن سید الناس۔ ابن سعد اور ابن کثیر نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۶۔ **حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری رضی اللہ عنہ:** یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ اسلام لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت سرانجام دی۔ اغوائے شیطانی سے جرم ارتداد کا ارتکاب کیا اسلئے مباح الدمہ قرار دیئے گئے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر توبہ کی اور دوبارہ اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور ساتھ یہ بشارت بھی دی کہ اسلام تمام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت عمر کے دور خلافت میں حضرت عمرو بن العاص نے جب مصر پر لشکر کشی کی تو لشکر کا میمنہ حضرت عبداللہ بن سعد کی زیر قیادت تھا۔ اور پھر فتح مصر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر کے الصعید علاقہ کی امارت ان کے سپرد کی۔ اور پھر عہد عثمانی میں پورا علاقہ مصر ان کی زیر ولایت کر دیا گیا۔ اور ان ہی کی زیر قیادت عسکر اسلامی نے افریقہ فتح کیا۔ شہادت عثمانی کے بعد یہ عزلت نشین ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ میری زندگی کا آخری عمل صبح کی نماز ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صبح کی نماز پڑھی ایک طرف سلام پھیرا دوسرے سلام سے قبل ہی عالم آخرت کو روانہ ہو گئے رضی اللہ عنہ۔ ایسے مقبول العمل اور مستجاب الدعاء مجاھد اسلام صحابی کو بھی مودودی نے معاف نہیں کیا۔ وہ اپنی رسوائے زمانہ کتاب "خلافت و ملوکیتہ" میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان نے مصر کی ولایت عبداللہ بن سعد کے سپرد کر دی۔ حالانکہ ان کا شمار طلقاء میں سے تھا۔

مودودی کے ان خرافات و ہفوات کا ماخذ ابن المصر رافضی کی کتاب "منہاج الکرامہ" ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد کو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر کے ایک حصہ پر والی مقرر کیا تھا۔ اس وقت کسی صحابی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اعتراض نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس وقت جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پور علاقہ مصر ان کے سپرد کیا تھا اور نہ ہی دور صحابہ میں کسی صحابی کو طلقاء کے لقب سے عار دلائی جاتی تھی۔ یہ تمام معائب رفض و سبائیت کی تحریک کے اختراع کردہ ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

۲۷- سیدنا عثمان بن عفان الاموی رضی اللہ عنہ: خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنوامیہ سے ہے اور بنوامیہ وہ قبیلہ ہے جسکے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اوز ننا احلاماً اخوتنا نبوامیہ یعنی ہماری عقل و فہم و فراست والے ہمارے بھائی بنوامیہ ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ و دعوت حق کے باعث مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا پہلا نکاح سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ ان کے ساتھ آپ نے حبشہ کی جانب ہجرۃ کی تھی۔ غزوۂ بدر کے موقعہ پر سیدہ رقیہ سلام اللہ تعالی علیہما و رضوانہ علیل تھیں۔ ان کی علالت کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اس موقعہ پر مدینہ میں ان کا قیام چونکہ نبی کریم ﷺ کے حکم اور آپ ﷺ کی لخت جگر کی تیمارداری کی وجہ سے تھا۔ اسلئے بدر کے مال غنیمۃ میں سے ان کو حصہ بھی ملا اور بدری ہونے کی فضیلتہ بھی انہیں حاصل ہے۔ جس وقت غزوۂ بدر کی فتح کا مژدہ مدینہ میں آیا تھا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ کی تدفین میں مشغول تھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام کلثوم سلام اللہ تعالی علیہا و رضوانہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ سیدہ ام کلثوم کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری اور لڑکی ہوتی تو میں اسکا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا ہے۔ اسلئے ان کا لقب "ذوالنورین" قرار دیا گیا ہے۔ آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جو مجلس شوریٰ منعقد کی تھی۔ حضرت عثمان اس میں شامل تھے۔ صحابہ کے مشورہ سے خلافت کے لئے ان کا انتخاب ہوا۔ آپ کے دور خلافت میں بحری جہاد کی بنیاد قائم کی گئی۔ اور فتوحات میں بہت ہی وسعت ہوئی۔ اسلام کی یہ ترقی اعدائے اسلام کے لئے سوہان روح ثابت ہوئی۔ یہود اور مجوس کی مشترکہ سازش سے آپ کے خلاف تحریک سبائیت معرض وجود میں آئی۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے روز بعد نماز عصر روزہ کی حالت میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابن سید الناس۔ اور العراقی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۸- العلاء بن عبداللہ بن عباد الحضرلی: ان کا تعلق قبیلہ حضرت لوت سے ہے۔ یہ قبیلہ بنو امیہ کے حلیفوں اور سادات مہاجرین میں سے تھے۔ ان کا بھائی عمرو الحضرلی پہلا مقتول ہے جسکو ایک مسلمان

نے قتل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بحرین کا عامل متعین کیا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔ بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی زیر قیادت ایک لشکر روانہ کیا۔ مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان ایک عمیق دریا حائل تھا مسلمان وہ دریا عبور کر کے مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ ابن سید الناس اور ابن کثیر نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۹۔ العلاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ: ابن حجر کی تصریح کے مطابق "المستغفری" نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ عمرو بن حزم کا معاہدہ انہوں نے لکھا تھا۔ تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے خرید و فروخت کے معاملات کو یہ تحریر کرتے تھے۔ "الوثائق السیاسیۃ" میں ایسے تین وثیقہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کے کاتب العلاء بن عقبہ ہیں۔ ابن سید الناس۔ اور ابن کثیر نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۳۰۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ ابوطالب کی تنگ دستی کے باعث یہ نبی کریم ﷺ کی زیر کفالت رہے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ البتہ آپ ﷺ کے آخری غزوہ یعنی غزوہ تبوک میں حاضر نہیں ہوسکے تھے۔ کیونکہ اس موقع پر ان کو نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں مقیم رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس تخلف کی بنا پر جب آپ ملول خاطر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا "الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلتہ ھارون من موسی الارانہ لیس بعدی نبی"

ترجمہ:۔ کیا تو اس پر راضی نہیں ہوتا کہ میرے نزدیک تیری وہی حیثیت ہو جو ھارون کو موسی علیہ السلام کے نزدیک تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ لسان نبوت سے قاضی الامت کے لقب سے ملقب ہیں۔ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ مطالبۂ قصاص دم عثمان کے باعث ان کا پورا دور خلافت مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی میں گزرا۔ قصاص عثمان کے متعلق ان کا اجتہاد یہ تھا کہ استحکام خلافت پہلے اور معاملہ قصاص بعد میں۔ دوسرے صحابہ کا اجتہاد یہ تھا کہ اقامت حدود ہی سے استحکام خلافت ہو گا اس لئے اقامت حدود پہلے۔ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ایک خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی شہادت پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ذھب الفقہ والعلم بموت ابن ابی طالب یعنی حضرت علی کی شہادت کے ساتھ ہی فقہ اور علم چلے گئے۔ الوثائق السیاسیۃ میں ۱۳ ایسے وثیقہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے جسکے کاتب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

محمد طاہر

لاہور کے محمدؐ یوسف نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا

"میں محمدؐ کا تسلسل ہوں"

"ہر دور میں محمد جسمانی طور پر موجود رہے ہیں، پہلی شکل حضرت آدم تھے، موجودہ شکل میں ہوں" نبوت کے جھوٹے مدعی کی ہرزہ سرائی

"زیر نظر رپورٹ "ابوالحسنین محمد یوسف علی" کے گمراہ کن عقائد اور اس کے جھوٹے دعووں کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے پیش کی جا رہی ہے تاکہ گمراہی و ضلالت کی راہ پر چلنے والے اس بے دین کے شکنجے سے عوام الناس اور مخلص مسلمان محفوظ رہیں۔ اس سلسلے میں، جو حوالے درج ذیل ہیں وہ اس کی ذاتی تقریروں کی مختلف ویڈیو کیسٹوں، اس کی کتابوں، اور ذاتی ڈائری میں اس کی اپنی تحریر سے لئے گئے ہیں۔ مذکورہ حوالے اس مواد سے کہیں کم ہیں جو تکبیر کے پاس محفوظ ہیں۔ جسے علماء کرام اور کسی بھی مذہبی جماعت کو مزید تحقیقات و تشفی کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے۔ رپورٹ میں پیش کردہ حوالے امت مسلمہ کے عمومی عقائد سے مختلف اور نہایت دل آزار و گمراہ کن ہیں۔ جسے "نقل کفر کفر نہ باشد" کے مصداق محض اس لئے شائع کیا جا رہا ہے کہ ان دعووں کی سنگینی کا بروقت ادارک کیا جا سکے۔"

فتنہ قادیانیت کے بعد مختلف لوگوں کی طرف سے ہونے والے نبوت کے دعوے اس لئے زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکے کہ امت مسلمہ نے اس فتنے کی یورش و یلغار کا مقابلہ نہایت ولولہ خیزی سے کیا تھا۔ لیکن موجودہ دور میں اسلامی اقدار اور مسلم شناخت کے حوالے سے مجموعی طور پر پیدا ہونے والے اضمحلال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دین فروش نئے سرے سے سر ابھار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک ابوالحسنین محمد یوسف علی ہے۔ جس نے ابتدا میں خود کو مرشد کامل، مرد کامل، حضرت، امام وقت، اللہ تعالیٰ اور خاتم النبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب و سفیر بنا کر پیش کیا اور اب برسرعام خود کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل قرار دے رہا ہے۔ اس کے ابتدائی حالات اور انجمان کے بارے میں دستیاب معلومات کے مطابق ۱۹۷۰ء سے قبل وہ پاک آرمی میں تھا لیکن کسی نامعلوم سبب کے باعث آرمی سے علیحدگی کے بعد وہ چلا گیا جہاں تقریباً دو سال قیام کے بعد وہ لاہور آ گیا۔ اور سرکاری رہائش گاہ واقع شادمان کالونی میں رہنے لگا۔ یہ گھر اس کی بیوی (جسے وہ اپنی ظاہری بیوی کہتا ہے) کو ملا تھا جو کسی کالج میں لیکچرار تھی۔ لیکن اب عرصہ ڈیڑھ سال سے یوسف علی ڈیفنس لاہور کینٹ میں ڈیفنس پبلک اسکول کے قریب کیو ۱۲۱۸۔ سٹریٹ ۱۶ فیز نو میں رہائش پذیر ہے۔

محمد یوسف علی نے اپنی ذاتی ڈائری میں خود کو مرد کامل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "محمد ہمیشہ جسمانی طور سے موجود رہے ہیں ان کے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد یہ واپس محمد مصطفیٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے۔ اس طرح نور واپس اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد محمد + جسمانی وجود کا نور چند منتخب بندوں پر نازل ہوتا رہا جو اپنے وقت کے نبی، رسول اور مرد کامل کہلائے.... اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ محمد جسمانی طور پر اب بھی زندہ ہیں۔ ان کی پہلی شکل خود آدم تھے اور موجود شکل محمد یوسف علی ہے۔"

اس ناپاک دعوے سے قبل یوسف علی نے اپنے معتقدین کے حلقے میں خود کو مرد کامل اور رسول کا نائب و سفیر باور کرایا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے ایک کتاب "مرد کامل کا وصیت نامہ" تحریر کی لیکن اس کتاب کے مندرجات پر عامۃ المسلمین اور شدید ردعمل کے خوف سے اس نے بطور مصنف اپنا نام تحریر کرنے سے اجتناب کیا۔

صرف "صاحب تحریر مرد کامل" لکھ دیا حالانکہ یوسف علی کے خصوصی عقیدت مندوں کے علم میں تھا کہ مرد کامل سے مراد کون ہے؟ اور یہ کتاب کس نے تحریر کی ہے؟ اس سے عام لوگ بھی اس سے باخبر تھے جو لاہور سے شائع ہونے والے ایک روزنامے میں شائع ہونے والا کالم "قیمرمت" پڑھتے ہیں۔ اس کالم میں یوسف علی "ابو الحسنین" کے نام سے لکھتا ہے۔ دراصل حسنین اس کے ایک بیٹے کا نام ہے جس کی مناسبت سے وہ اپنا پورا نام "ابو الحسنین محمد یوسف علی" تحریر کرتا ہے۔ اس نے یہی نام اپنی ایک کتاب "خلافت علی منہاج النبوۃ" میں بھی بطور مصنف تحریر کیا ہے۔

الغرض محمد یوسف علی نے "مرد کامل کا وصیت نامہ" نامی اپنی ایک کتاب میں خود کو ایک "مرد کامل" کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ وصیت نامے میں "قرآن پاک اور مرد کامل" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ۔

"قرآن پاک پوری انسانیت کے لئے ہدایت ہے کوئی بھی انسان اس سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے اس ہدایت کی شرط اول رجوع الی اللہ ہے جس کا وسیلہ مبارک حضور رحمۃ العالمین سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مرد کامل ہیں۔ قرآن نعیم کا واضح اعلان ہے کہ میں جس پاک ہستی کا کلام ہوں اور جن کی زبان مبارک کے ذریعے ان کے لئے وجود کا تعارف بن کر آیا ہوں پہلے ان سے تعلق قائم کرو پھر میں راز کھولوں گا مرد کامل زندہ و قرآن اور قرآن سراپا قرآن ہوتے ہیں ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوگی تو قرآن نعیم کا نور و حقیقت اور عمل عطا ہوگا۔"

درویش ایسے ہی لغو خیالات سے آلودہ پوری کتاب دراصل مرد کامل کی کامل پیروی کا ترغیب نامہ ہے جو وصیت نامہ کے نام سے شائع کرائی گئی۔ اس دوران یوسف علی اپنے خصوصی حلقے اور عقیدت مندوں کو پوری شدت کے ساتھ اپنی پیروی اور اتباع کا سبق ... ایمان ... اپنے ... نبی ... کے بعد اس کے لئے یہ دعویٰ بھی نہایت آسان ہو گیا کہ وہ حضرت محمد کا نائب ہے۔ یوسف علی عام طور پر ملتان روڈ چوک یتیم خانہ سے مڑنے والی اگلی گلی کے بائیں طرف واقع "بیت ..." مسمی "..." میں چیدہ لوگوں کی محفل سے خطاب کرتا ہے۔ اس خطاب کی باقاعدہ ویڈیو فلمیں بنائی جاتی ہیں۔ ایسی ہی ایک محفل میں اس نے اپنے مذموم دعوے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

ہر دور میں اعلیٰ ترین ولی کو محمد کا نائب بنا دیا گیا۔ نائب کو وہ تمام "اختیارات" اور "سہولتیں" ہوتی ہیں جو آقا کو ہوتی ہیں آقا نے اپنے تمام اختیار تمام سہولتیں جو چھ قرآن میں موجود ہیں۔ وہ اپنے نائب کو ... اور انہی کے صدقے ... فرمان عالی شان ہے کہ ایک مرشد اپنے حلقے میں ایسے ہی ہوتا ہے جیسے ایک نبی اپنی امت میں ہوتا ہے جو اختیار ایک نبی کو اپنی امت میں حاصل ہے وہی اختیار ایک حضرت کو اپنے حلقے میں حاصل ہے۔"

اس کے بعد یوسف علی نے تمام ارکان اسلام کی اہمیت ... قرار دیتے ہوئے اپنی عظمت اور تکریم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ:

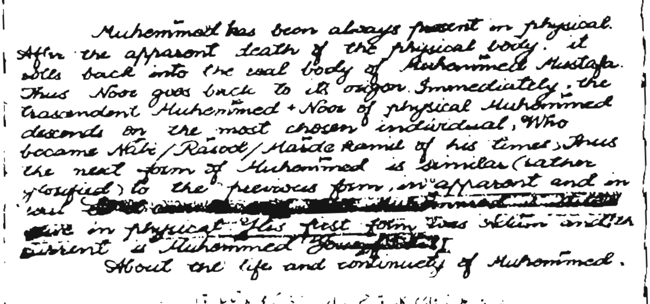
Muhammad has been always present in physical. After the apparent death of the physical body. it rolls back into the real body of Muhammed Mustafa. Thus Noor goes back to its origin. Immediately, the trascendent Muhammed + Noor of physical Muhammed descends on the most chosen individual, Who became Nabi / Rasool / Marde Kamil of his times; Thus the next form of Muhammed is similar (rather glorified) to the previous form, in apparent and in real [redacted] in physical. His first form was Adam and the current is Muhammed [redacted]
About the life and continuity of Muhammed.

یوسف علی کی ڈائری کا ورق جس پر اس نے خود کو محمد کا تسلسل قرار دیا ہے

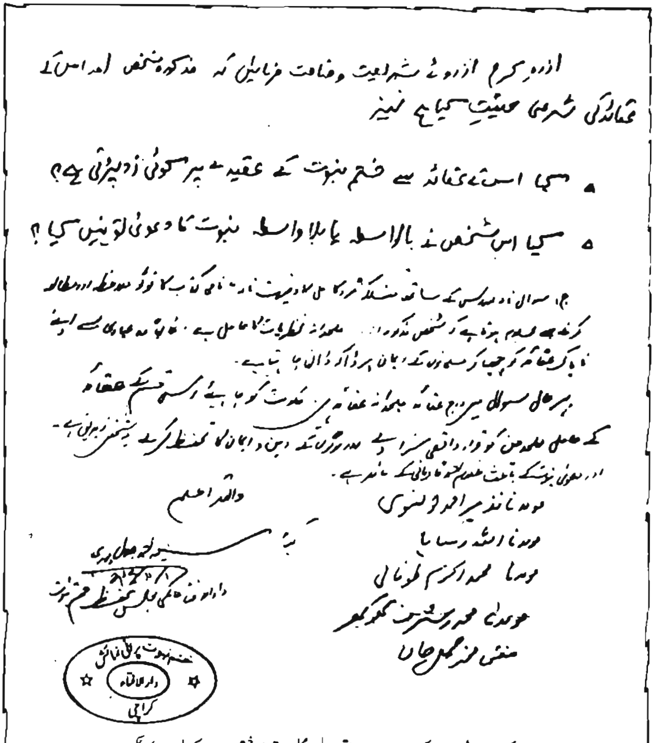
ازراہ کرم ازروئے شریعت وضاحت فرمائیں کہ مذکورہ شخص اور اس کے
عقائد کی شرعی حیثیت کیا ہے نیز

• کیا اس کے عقائد سے ختم نبوت کے عقیدے پر کوئی زد پڑتی ہے؟

• کیا اس شخص نے بالواسطہ یا بلاواسطہ نبوت کا دعویٰ تو نہیں کیا؟

ج: سوال نامہ کے ساتھ منسلکہ [illegible] کذاب کا [illegible] مطالعہ
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور [illegible] ملحدانہ نظریات کا حامل ہے [illegible] اپنے
ناپاک عقائد کو چھپا کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔
بہرحال سوال میں درج عقائد ملحدانہ عقائد ہیں [illegible] ایسے عقائد
کے حامل ملحدین کو قرار واقعی سزا دی جائے [illegible] دین و ایمان کا تحفظ کریں یہ شخص زندیق ہے۔
اور دعویٰ نبوت کے باعث [illegible] دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

واللہ اعلم

مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا ارشد [illegible]
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا محمد [illegible]
مفتی محمد جمیل خان

سعید احمد جلالپوری
دارالافتاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نبوت کے جھوٹے مدعی کے خلاف دارالافتاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فتوے کا عکس

"اللہ کو ارکان اسلام کی پابندی کی کوئی پرواہ نہیں نمازوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ روزوں کی کوئی پرواہ نہیں' نائب کی تکریم کرنی' سبحان اللہ نائب کی تکریم نہیں کی تو کچھ بھی نہیں۔"

ایک دوسری تقریر میں وہ نہایت واضح لفظوں میں اپنی "حیثیت" اور "مقام" کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

"ہماری منزہ شان کو مان لو' ہماری مشبہ شان کو بھی مان لو مشبہ شان میں آؤں تو خاندان کی مخالفت کرنا پڑے' بیوی کی مخالفت کرنا پڑے' بچوں کو چھوڑنا پڑے' بچوں کو قتل کرنا پڑے بدر دہرانا پڑے' حنین دہرانا پڑے' کربلا دہرانا پڑے' ہماری مشبہ شان کی حمایت کرو' ہمارا ادب کرو۔

مشبہ شان کی حیثیت میں ادب کرو اور منزہ شان کی حیثیت سے صبح و شام ہماری تسبیح کرو۔"

یوسف علی "وحدۃ الوجود" کے قدیم فلسفے سے بھی آگے بڑھ کر اللہ اور انسان کے درمیان واقع فرق کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ قرآن کی آیات کا بھی من پسند ترجمہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنی تقاریر میں نعوذ باللہ بعض آیات کو "شرارتی" بھی کہا ہے۔ اسی طرح وہ قرآن پاک کے مفہوم کی بھی درجہ بندی کرتا ہے اس کے خیال میں ایک قرآن پاک کا ظاہری مفہوم ہے اور دوسرا باطنی۔ جو اس کے ذریعے وقت اور موقع کی مناسبت سے اللہ کھول رہا ہے۔ سورۃ الفتح کی آیت "انا فتحنا لک فتحاً مبینا" پر گفتگو کرتے ہوئے ابتدا میں اس کا ظاہری مفہوم بیان کرتا ہے کہ "بے شک ہم نے آپ کے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ آپ کے سبب سے گناہ بخش دے"

یوسف علی کے مطابق ہر دور کے حساب سے ایک ترجمہ ہوتا ہے اس لئے اُس دور کے حساب سے یہی ترجمہ ٹھیک تھا وہ اپنی تقریر میں کہتا ہے کہ

"یہ ترجمہ اپنے وقت میں اس ولی نے ٹھیک کیا کیونکہ اس وقت راز یہی کھولنا تھا۔ لیکن آج آپ پیار کرنے والوں کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے، آپ کے آقا نے اور راز کھولا ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت ٹھیک تھا آج پہلی دفعہ انہوں نے بتایا کہ "حب" کا تو عربی لفظ ہی کوئی نہیں اور ترجمہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اللہ اور ہم کوئی اور ہے جب دو نہیں تو حب کون اور بخشنے والا کون۔"

اس سلسلے میں وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"ناموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا، پانی پہاڑوں سے گزرا وہ چشمہ ہے، وہی چشمہ بہنا شروع ہو گیا۔ تو نالہ ہے، وہی آگے ندی میں شامل ہو گیا تو ندی ہے وہی دریا میں شامل ہو گیا تو دریا ہے وہی سمندر میں شامل ہو گیا تو سمندر ہے اب غور سے سنیں پانی تو پانی ہی رہا نہ۔ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی اپنی جلوہ گری ہے نہیں وہ مشرک کہلائی، نہیں پیر کہلائی، نہیں فقیر کہلائی، کہیں قطب کہلائی، نہیں نبی کہلائی، نہیں رسول اللہ کہلائی، اور نہیں محمد رسول اللہ کہلائی۔"

"عالم عمل کے مطابق ہے اور عمل کی انتہا یہ ہے کہ وہ بشر کہلائی وہ بشر ہو نہ، محبت صرف ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے ہونی چاہئے لیکن محبت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب اللہ خود آ جائے میرے سامنے میرے جیسا بن کر۔ میرے سامنے میرے جیسا بن کر آئے تو پھر میں اپنی بکریوں کا دودھ اس کو پلاؤں پھر اس کے جوتے سیدھے کروں پھر اس کی قدم قدم خدمت کروں اور میرے ذہن میں ایک لمحے کے لئے یہ نہ آئے کہ میرے جیسا ہے نہیں میں، میں ہوں اور وہ، وہ ہے۔ جب اللہ میرے سامنے میرے جیسا بن کر آ جاتا ہے تو پھر بات ہوئی۔"

ابوالحسنین یوسف علی اپنے معتقدین کو مخاطب کرتے ہوئے ایک موقع پر کہتا ہے کہ:

"یاد رکھئے گا انشاء اللہ آپ کو یاد بھی کرواتے رہیں گے ہماری تمام باتوں کا، ہماری محبت کا، آپ سے ملنے کا، آپ کے لئے دعا کرنے کا، آپ کی خدمت کرنے کا ایک ہی مقصد ہے کہ آپ کے وجود میں جو محمد ہے وہ پیدا ہو جائے۔"

اس سلسلے میں اس نے یہاں تک کہہ دیا۔

"آپ بہت مبارک لوگ ہیں، محمد کی جلوہ گری ہوئی زمانے سے ہوئی بھی تھی اور نہ کبھی ہوگی یہ نمایت اپنے عروج پر ہے ہم سب خوش قسمت ہیں کہ اس دور میں پیدا ہوئے انسانی معراج اپنی انتہا پر چل رہی ہے۔"

یوسف علی اپنے معتقدین سامعین کو ایک تقریر میں یہ خوشخبری سناتا ہے کہ

"جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ان کی آنکھوں سے نہیں دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ آپ انتقال نہیں کریں گے۔"

اس کے بعد وہ تمام سامعین کو اپنی جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ

"نہ پاکستان کا درد کریں، نہ ملت اسلامیہ کا درد کریں نہ کسی اور چیز کا درد کریں ایک محبوب کو چاہیں محبوب مل گیا سب کچھ مل گیا۔

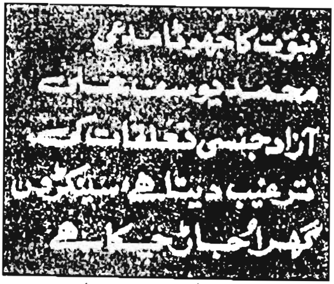
نبوت کا جھوٹا مدعی
محمد یوسف علی
آزاد جنسی تعلقات کی
ترغیب دیتا ہے سیکڑوں
گھر اجاڑ چکا ہے

آپ میں کے سب سے بڑی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ہماری جماعت میں تین ممبر ہوتے ہیں۔ وہ تین ممبر یہ ہیں۔ انسان، حضور سید محمد اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔"

مذکورہ بالا خیالات کا انتہائی کھلا اظہار ابوالحسنین یوسف علی کی طرف سے ۲۸ فروری بروز جمعہ کو لاہور میں منعقدہ ایک "ورلڈ اسمبلی" کے اجلاس میں بھی ہوا۔ جس میں "بیت الرضا مسجد" کے امام یوسف رضا نے سپاسنامہ پڑھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ابو الحسنین یوسف علی ہی وہ ذات ہے جو اللہ اور محمد ہے بعد ازاں یوسف علی کی طرف سے یوسف رضا کو "صدیق" کا لقب تحفتاً دیا گیا۔ جس کے بعد جوابی تحفے میں یوسف رضا نے وہاں موجود تمام معتقدین کو ظہرانہ دیا۔ "ورلڈ اسمبلی" کے اس اجلاس میں یوسف علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ سو سے زائد صحابہ کرام اس محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں جو پوری دنیا سے آئے ہوئے ہیں۔ اس نے کراچی سے خصوصی طور پر شریک ہونے والے "عبدالواحد" کو منبر پر بلا کر اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ صحابی ہے۔ اور ان کی پوری فیملی حقیقت تک پہنچ گئی ہے۔ اس اجلاس میں کسی سرفراز صاحب نامی آدمی کو صاحب معراج کہا گیا، کراچی کے ایک

نبوت کے جھوٹے دعویدار کو وزارتِ خارجہ پاکستان نے وی آئی پی کا درجہ دے رکھا ہے

Easter Monday 8 | Tuesday 9 | Wednesday 10 | April Week 1 | 1996

(Rasul ul Allah or Nabi or Marsd o Kamil, is the complete manifestation of Allah Subha aho wa taala and Muhammad Alihe Salat o Assalam. He is the physical perfect personification of transcendent Allah and Muhammad. All the physical beings has been created due to him. He is always present in the world. His apparent name may be different but his real name is always Muhammad. Adam,... Noah,.. Moses,... Abraham,... Jesus.... were the names of dresses but in reality each and everyone of them

12 | 13 | 14

is Muhammad. Then came Muhammad bin Abdullah. That was the first time that the real and apparent name became one. Then came Abu bakr, Umar, Usman, Ali, Twelve Imams.. Hons Nabi, Abdul Qadir, Mueenud din, Fareed ud din,.... Mujadad Alf Sani.... and Muhammad Yousaf Ali. The name of Marsd e Kamil may vary but in actual He is the glorified form of Muhammad."

These are one lack twenty four thousand Rasuls and Nabis but the name of only thirty three are known. That is why, always in the world one lack twenty four thousand Auliās are present — but only thirty three of them are Murshid e kamils and known. Each one of them is on the model of one prophet. The one who is by all means on the model of Muhammad Rasul ul Allah is the Marsd e Kamil of his times. His name may be different but in real and apparent, He is the most splended form of Muhammad.

محمد یوسف علی کی ڈائری میں خود اس کے ہاتھ سے تحریر کردہ عقائد

صاحب "زید زمان" کو "مجاہد" کا لقب ملا۔

یوسف علی اپنے مذکورہ بالا خیالات و عقائد کا اظہار "بیت الرضا مسجد" میں بھی برسرعام کرتا رہا ہے۔ ان خیالات پر مشتمل تقاریر کی ویڈیو کیسٹیں تکبیر کے پاس محفوظ ہیں۔ لیکن یوسف علی کے معتقدین سے حاصل کی گئی معلومات مذکورہ بالا تفصیلات سے کہیں زیادہ بھیانک ہیں۔

ذرائع کے مطابق یوسف علی کا طریقہ کار یہ ہے کہ ابتدا میں وہ اپنی تقاریر کے ذریعے معتقدین کو "نبی کے دیدار" اور "محبوب سے ملنے" کی ترغیبیں دیتا ہے۔ اس دوران وہ اپنے ایک ایک معتقد کی انفرادی طور پر چھان پھٹک کرتا ہے۔ پھر ایک روز یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ہم فلاں دن تمہیں ایک "تحفہ" دیں گے اور تم بھی ہمیں کچھ "تحفہ" دینا۔ بعد ازاں مقررہ دن کو وہ اپنے مخصوص معتقد کے سامنے یہ انکشاف کرتا ہے کہ دراصل وہ نبی، ولی مرشد اور وہی سب کچھ ہے۔ یہ انکشاف ہی دراصل متعلقہ معتقد کے لئے یوسف علی کی طرف سے ایک "تحفہ" ہوتا ہے۔ نیز اس نے

مخصوص حلقے میں بالفاظ دیگر "حقیقت پانا" بھی کہتے ہیں۔ اس عمل کے بعد معتقد لازماً جوابی "تحفہ" اپنے اس "مرشد" کو دینے کے لئے پابند ہوتا ہے۔ لیکن معتقد کی طرف سے یہ تحفہ صرف ایک بھاری رقم کی صورت میں وصولا جاتا ہے۔ مال بٹورنے اور رقم اینٹھنے کیلئے وہ ہر روز نئے نئے پینترے بدلتا ہے یہاں تک کہ اپنی ایک تقریر میں اس نے ظلمت سے نکلنے کے لئے دو راستوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ

"ظلمت سے نکلنے کے لئے دو راستے ہیں اللہ کو دینا اور اللہ کی راہ میں دینا۔ مُرشد کو دیں گے تو اللہ کو دیں گے اور اہلِ حاجت کو دیں گے تو اللہ کی راہ میں دیں گے۔"

ذرائع کے مطابق ابوالحسنین یوسف علی نے بہت تھوڑے عرصے میں اپنے معتقدین و مقربین سے اس طریقے پر کروڑوں روپے اینٹھ لئے ہیں۔ جس کا طریقہ کار اب تک یہ ہے کہ "حقیقت پانے" کے بعد اپنے خاص مقرب پر خود کو نبی ظاہر کرنے کے بعد مذکورہ شخص بطور

تحفہ ایک بھاری رقم وصول کرتا ہے جو لاکھوں میں ہوتی ہے اس کے علاوہ اس سے وابستہ بے شمار لوگ ماہانہ ایک بڑی رقم پہنچانے کے بھی پابند ہوتے ہیں۔ تکبیر کے پاس ایک قابل ذکر تعداد میں ان ناموں کی فہرست ہے جو اب تک یوسف علی کو کروڑوں روپے دے چکے ہیں۔ یہ نام اور ان سے کوائف تکبیر کے پاس امانت ہے جو بوجوہ شائع نہیں کیا جا سکتا لیکن ان سے وابستہ واقعات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے۔

ڈیفنس کراچی میں مقیم "ص" یوسف علی کے ہاتھوں پر ۱۹۹۱ء میں بیعت ہوئے۔ تقریباً ۲ سال بعد انہیں "حقیقت" سے نوازا گیا۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ "ص" سے کہہ دیا گیا کہ آپ آنکھیں بند کریں اور جب آپ آنکھیں کھولیں گے تو "رسول اللہ" آپ کے سامنے ہوں گے (نعوذ باللہ) جب انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ تو ان کے سامنے ابوالحسنین یوسف علی کھڑا تھا۔ "حقیقت پانے" کے بعد ان سے پانچ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا گیا۔ جب "ص" کئی ماہ گزرنے کے بعد بھی یہ رقم ادا نہ کر سکا تو اس سے اس کی ذاتی کار ہتھیالی گئی تقریباً ایک ہفتے تک "ص" کی کار ابوالحسنین کے پاس رہی۔ بالآخر "ص" نے تنگ آ کر یوسف علی سے کہا کہ آپ کار واپس کر دیں میں دو لاکھ روپے کا انتظام کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس رقم کی وصولی کے بعد کار واپس کی گئی۔ اسی طرح ایک "ع" نامی شخص سے تقریباً تیس لاکھ سے زائد رقم ہتھیالی گئی۔ باوثوق ذرائع کے مطابق ان سے وصول کی جانے والی رقم اس سے بھی زائد تھی۔ لیکن بعدازاں کچھ رقم ایک چیک کی صورت میں انہیں واپس کی گئی لیکن تاحال ان کی تیس لاکھ سے زائد رقم یوسف علی پر واجب الادا ہے۔ اسی طرح ڈیفنس میں مقیم "م" صاحب، نارتھ

اور ایک بھاری رقوم دیتے رہے اور اب تک دے رہے ہیں ان میں سرفہرست کراچی کے عبدالواحد ہیں اور ان کی پوری فیملی ہے اطلاعات کے مطابق عبدالواحد صاحب اور ان کی بیگم سمیت یوسف علی کا سب سے بڑا معتقد اس کا بیٹا شاہد ہے اور اس کی بیگم ہے۔ ان کے علاوہ عبدالواحد کی دو بیٹیاں بھی اس کی معتقدین اور خاص لوگوں میں شامل ہیں یہاں تک کہ یوسف علی کراچی میں جب بھی آتا ہے تو ان کے گھر میں ہی رہتا ہے اور وہیں پر مختلف محافل کا اہتمام ہوتا ہے۔ مصدقہ ذرائع کے مطابق یوسف علی اب مستقل طور پر کراچی میں عبدالواحد کے گھر منتقل ہو رہا ہے ۲۸ فروری کو اس کی بنی فاطمہ کی شادی اور ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں اس نے برسرعام کہا ہے کہ وہ اب اپنی دعوت کو زیادہ کھلے لفظوں میں لوگوں تک پہنچائے گا۔ ذرائع کے مطابق اپریل کے آغاز یا ماہ رواں کے آخر میں وہ کراچی منتقل ہو جائے گا۔

عبدالواحد اور ان کی پوری فیملی کے علاوہ جو لوگ تاحال کراچی میں اس کے معتقدین میں شامل ہیں ان میں کاشف، عارف اسلام، شاہد کا دوست، تاجر کلیم، نارتھ ناظم آباد کا فاروق اور گلشن کے فیصل شامل ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ان تمام حضرات کے علاوہ بے شمار لوگوں سے ماہانہ ایک بھاری رقم وصول کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں معتبر ذرائع کے مطابق ٹورنٹو اور دیگر ادور میں بھی اس نے اپنا جال پھیلایا تھا۔ یوسف علی کی ایک بہن ٹورنٹو میں رہتی ہے جہاں وہ لاہور میں مقیم کسی بٹ صاحب کے توسط سے ان کے خرچے اور ٹکٹ پر چند سال پیشتر گیا۔ ان ریاستوں میں اس نے اپنے عقیدت مند بنانا شروع کئے لیکن جلد ہی لوگ اس سے بیزار ہو گئے اسی دوران یوسف علی کی بعض "اخلاقی حرکتوں" کا انکشاف ہوا تو ان تمام لوگوں نے اس سے ناتا توڑ لیا۔

"حقیقت سے نوازنے" کا پانچ لاکھ روپے معاوضہ طلب کیا گیا معتقد نہ دے سکا تو اس کی قیمتی کار ہتھیالی

ناظم آباد میں مقیم "الف" صاحب سے بھی لاکھوں روپے بٹور لئے گئے ہیں جن میں سے "م" صاحب نے رقوم کی واپسی کا مطالبہ کیا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ افتخار نامی ایک کسٹم آفیسر سے ۷ لاکھ روپے لئے تھے۔ لیکن جب وہ اس جعلی مرشد سے بیزار ہو گئے تو رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کے بعد معاملہ دبانے کیلئے انہیں ۵ لاکھ روپے واپس دے دیے گئے۔ اسی طرح ابرار نامی ایک صاحب سے (جو ڈیوٹی فری شاپ میں کام کرتے رہے لیکن اب انگلینڈ میں ہیں) لاکھوں روپے بٹور لئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ جو لوگ تاحال اس کے معتقدین میں شامل ہیں

انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق یوسف علی انتہائی گھناؤنی اخلاقی حرکات کا مرتکب ہوا ہے۔ چونکہ وہ خود کو امام وقت کہتا ہے اس لئے کسی "نکاح" کو اپنے لئے لازم نہیں کرتا۔ کراچی، سعودی عرب، اور کینیڈا میں اس کی ان اخلاقی حرکتوں کے باعث کئی لوگوں نے بیزار ہو کر اس سے اپنا ناتا توڑ لیا۔ ان سے اپنا ناتا توڑنے والوں میں ایک صاحب بریگیڈیئر سلیم ہیں جو انہیں عمرے پر لے کر گئے تھے لیکن وہاں جس گھر میں ان کا قیام تھا اس گھر میں بھی اس جعلی مرشد نے کچھ اخلاقی حرکتوں کا ارتکاب کیا۔ جعلی مرشد کے

اس قسم کے تیور دیکھ کر انہوں نے ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا۔ اس سلسلے میں اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ زبان سے صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں لڑکی آج سے اس کی "بیوی" ہے چنانچہ معتقدین اور عشاقِ دیوانہ وار اپنی "بیٹی" اور "بہن" کو ان پر نچھاور کر دیتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یوسف علی بعض عملیات کا ماہر ہے اور لوگوں کو اپنے سحر میں لے لیتا ہے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق یوسف علی نے شبانہ کاشف کی بہن انیلا علی کو اپنی "بیوی" بنایا تھا لیکن اس کی انتہائی خراب حالت ہو جانے کے بعد اسے اسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ اسپتال میں انیلا کو یوسف علی کے نام کی مناسبت سے "انیلا علی" کے نام سے داخل کرایا گیا۔ مہران ہوٹل کے قریب واقع کراچی اسپتال کی رپورٹ یوسف علی کی اخلاقی حالت کا پورا حال سناتی ہے۔

پاکستان میں جس کا بھی دماغ خراب ہوتا ہے وہ خود کو ایک "مقدس ہستی" کے روپ میں پیش کرنے لگتا ہے۔

لیکن نہ تو مذہبی جماعتیں ان فتنوں کے سدباب کے لئے کوئی موثر قدم اٹھاتی ہیں اور نہ ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آتی جاتی حکومتوں کو اس بات کی توفیق ہوتی ہے کہ وہ اسلامی عقائد کے ساتھ سنگین مذاق کرنے والے ان نبوت کے دعویداروں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔

میں ہوں اس لئے مجھ پہ درود بھیجا جائے۔ نسبتاً ڈھیلے ڈھالے مریدوں کو اس نے ٹیلی فون پر سورہ الدھر کی آخری آیات پڑھنے کی تلقین کی ملعون یوسف علی کی اس دیدہ دلیری کے پیچھے کون سی طاقت ہے؟ اس حوالے سے سرِدست یہ عرض کر دینا کافی ہوگا کہ اسے وزارت خارجہ پاکستان سے وی آئی پی کا درجہ بھی حاصل ہے اور وہ او آئی سی میں ایک اعلیٰ عہدے پر بھی فائز رہ چکا ہے۔

ادھر راقم السطور کو ایک خاتون نے ٹیلی فون پر توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ میں ابھی کچھ دیر قبل ہی وزیراعظم کو اس شیطان کے عقائد پر "تکبیر" کی اشاعت کے حوالے سے توجہ دلا چکی ہوں جس پر نواز شریف نے اس خاتون کو یہ جواب دیا کہ مجھے اس واقعہ کا علم ہے

اس دریدہ دہن ملعون کے خلاف تمام مسلمان سراپا احتجاج بن گئے ہیں اور تمام مکاتب فکر کے علماء دین اور مذہبی جماعتوں سمیت مسلمانوں کا انتہائی ردعمل دیکھنے میں آ رہا ہے جبکہ دوسری جانب یہ بے دین شان بے نیازی سے اپنے عقائد کو ملفوف طریقے سے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسی طمطراق سے بیان کر رہا ہے۔ ملعون یوسف علی نے ۱۸ مارچ ۱۹۹۷ء کو لاہور سے شائع ہونے والے اخبار "پاکستان" میں اپنے ایک کالم "تعمیر ملت" میں لکھا ہے کہ

"کوئی اس وقت تک کسی اور سے بیعت نہ لے جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت نہ دیں"۔

تکبیر کی رپورٹ میری پبلسٹی اور من جانب اللہ ہے

محمد کی حیثیت سے یوسف علی کا اپنے مریدوں کو خط، بیویوں کی قربانی دینے کا مطالبہ

نبوت کے جھوٹے دعویدار ملعون یوسف علی کے عقائد اور اس کی اخلاقی حرکتوں پر مشتمل ایک مفصل رپورٹ "تکبیر" کی گزشتہ اشاعت میں شامل تھی۔ اس بے دین ملحد و زندیق کے عقائد بے نقاب ہونے کے بعد تمام مکاتب فکر کے علماء دین و مفتیان کرام نے نہایت واضح طور پر اپنے فتاوی جات میں اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ یہاں تک کہ بعض علمائے دین نے اسے واجب القتل بھی قرار دیا۔ ادھر ملعون یوسف علی سے جب "تکبیر" کی رپورٹ کے حوالے سے خاص اخاص معتقدین نے رابطہ کیا تو اس نے اسے ابتدا میں اپنی پبلسٹی قرار دیتے ہوئے اسے من جانب اللہ قرار دیا۔ مزید اس نے اپنے معتقدین کو یہ تاکید بھی کی کہ میں فی الحال مشکل

اس شیطان کے عقائد اور بھیانک اخلاقی جرائم سامنے آنے کے بعد معاصر اخبار کو یہ مستقل کالم شائع کرنا بھی چاہئے یا نہیں۔ اس سے قطع نظر مذکورہ بالا جملے کی سنگینی کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اس کا کما حقہ ادراک رکھتے ہیں کہ اس تحریر میں "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہے؟ اور وہ آج بھی کسی کو بیعت کئے جانے کی "اجازت" کس طرح دیں گے؟

اس نکتے کی وضاحت کے لئے دریدہ دہن ملعون کے ایک خط کی طرف رجوع کرنا ہوگا جو اس نے کراچی میں اپنے عقیدت

ملعون کے کرتوت

"تکبیر" میں ملعون یوسف علی کے کرتوتوں کے بارے میں انکشافات کے بعد عوامی حلقوں میں شدید بے چینی پھیل گئی- قارئین نے بے شمار ٹیلی فون کالوں اور خطوط کے ذریعے یہ استفسار بھی کیا ہے کہ کیا شائع شدہ رپورٹ کا کوئی دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے-ہم اپنے قارئین سے پوری یکسوئی کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم اپنے شائع شدہ ایک ایک حرف کی مکمل ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور اسے بوقت ضرورت عدالت میں ثابت کرنے کی مضبوط پوزیشن میں ہیں- ملعون یوسف علی کےخلاف ہمارے پاس بہت سے دستاویزی ثبوت ہیں-

ہم اپنے قارئین سے انتہائی معذرت کے ساتھ یہ تصویریں پیش کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملعون کا اپنی عقیدت مند خواتین سے کس طرح کا تعلق رہا ہے-

تصویر میں ملعون جائے نماز پر کھڑا ہے اور اس میں لاہور سے تعلق رکھنے والی ایک عقیدت مند لڑکی انیلا کو اپنے قریب کر رکھا ہے- واضح رہے کہ یہ وہی انیلا ہے جو ملعون کے غیر اخلاقی رویئے کے سبب کراچی کے ایک اسپتال میں بھی داخل کی گئی تھی انیلا ان بے شمار خواتین میں سے ایک ہے جنہیں ملعون نے زبانی طور پر اپنی یعنی (نعوذ باللہ) نبی کی بیوی قرار دے کر انہیں تمام "حقوق" کی ادائیگی کا حکم دیا تھا-

مندوں کے نام خط میں لکھا ہے مذکورہ خط میں ملعون یوسف علی رقم طراز ہے کہ:

"انشاء اللہ ربیع الاول یوم میلاد سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کراچی میں ایک خوش نصیب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہے-"

ملعون آگے ایک نوجوان شادی شدہ لڑکی کے حوالے سے لکھتا ہے جس کا نام بوجوہ "غ" فرض کیا جاتا ہے- "غ" نے تیزی' شدت اور استقامت دکھائی آپ کے رب نے اسے امتحان میں ڈال دیا- حضور سے "ز" کی محبت اس پر استقامت پر ہم صد آفرین کہتے ہیں- "غ" کا جسم بیمار و کمزور نہ ہو جاتا تو وہ مزید استقامت دکھاتیں- آزاد ہو جاتیں تو اسی دنیا میں ان کی زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمرکابی میں گزرتی- ظاہراً "ن" (غ کا شوہر) کے لئے یہ ایک قربانی تھی اسی لئے اس کا انعام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقات تھی-

"ن" (شوہر) نے یہ قربانی نہیں دی اب وہ جانیں اور ان کے مرشد- "غ" (بیوی) سے ہم خوش ہیں- انشاء اللہ جب آزاد ہوں گی (یعنی اپنے شوہر سے طلاق لے لیں گی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہوں گی- یہ آزادی (طلاق) انتقال سے پہلے ہوئی تو پہلے- اگر انتقال کے بعد ہوئی تو انتقال کے بعد قرب رسول کریم عطا ہوگا جس کے بعد دیدار ذات حق اور معراج عطا ہوگا-"

مذکورہ بالا الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ملعون یوسف علی ایک لڑکی کو اس کے شوہر سے طلاق لینے کی ترغیب دے رہا ہے- اور ایک شوہر کو اپنی بیوی چھوڑنے کی- ستم بالائے ستم یہ کہ وہ اس مذموم عمل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ٹیسٹ بھی قرار دے رہا ہے- اس سلسلے میں وہ قرآن پاک کی آیات کو بھی اسی مقصد کے لئے بروئے استعمال لاتے ہوئے کہتا ہے-

"یہ ٹیسٹ قرآن حکیم سورہ بقرہ کی آیات ۱۵۱ تا ۱۵۷' سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴' ۱۲۸' ۱۲۹ اور سورۃ العنکبوت کی آیت ۲ کے تحت لیا گیا- وہ کہتا ہے ایسا امتحان پہلی مرتبہ نہیں ہمیشہ سے لیا جاتا رہا ہے- سیدنا اسماعیلؑ نے حکم ملنے پر اپنی بیوی کو چھوڑا- حضرت زیدؓ نے حکم ملنے پر اپنی بیوی حضرت زینب کو چھوڑا- آپ کے اپنے کراچی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص نے اپنے باباجی کے حکم پر نوبیاہتا بیوی کو چھوڑا ....کون سی نئی بات ہے-"

کراچی میں اپنے بعض معتقدین کے نام لکھے گئے اس مشترکہ خط کے اختتامی الفاظ یہ ہیں-

"ہمیں آپ سے بہت پیار ہے یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر سے ساتھ ہوتا ہے یہ وہ ہے جو نور کو نور سے اللہ کو بندے سے رسول کو غلام سے ہوتا ہے-"

اس طرح مذکورہ سطروں میں اس ملعون نے خود کو (نعوذ باللہ) "اللہ اور رسول" کے بلند مقام پر لا بٹھایا ہے- دراصل ملعون یوسف علی نے اپنے "عقائد" کی یہ پوری عمارت جو بسم قادیانی

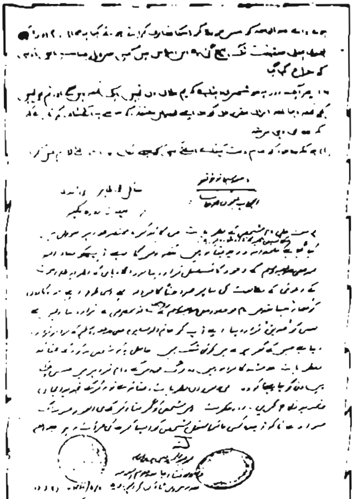

دارالعلوم ... علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا یوسف علی کے خلاف فتویٰ

عقائد کی ابتدائی انتہائی کے مطابق تعبیر کی ہے۔ ملعون یوسف علی نے اپنی تمام ویڈیو کیسٹوں بلکہ "پاکستان" اخبار کے بیشتر کالموں میں بھی اپنے جن عقائد کا اظہار کیا ہے۔ اس کے مطابق وہ سب سے پہلے اللہ اور رسول کے درمیان فرق کو ختم کرتا ہے اور بعد میں رسول اور بندے کے درمیان بھی کسی فرق کو باقی نہیں رہنے دیتا اس کے بعد وہ "اللہ، رسول اور بندے" کو اس طرح ملا دیتا ہے کہ یہ امتیاز مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کی گفتگو میں اللہ، رسول اور بندہ کون ہے۔

اسی تناظر میں ملعون یوسف علی اپنی ایک تقریر میں یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ:

"ولی اللہ کیا ہوتا ہے؟ اور اللہ ولی کیا ہوتا ہے؟"

اس سوال کے بعد وہ اپنی تقریر میں کہتا ہے کہ:

"وہ ولی اللہ کیا جو اللہ سے ہم کلام نہ ہو، وہ ولی اللہ کیا جو اللہ کو نہ دیکھے، وہ ولی اللہ کیا جو اللہ تک نہ پہنچے اگر بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب تک اللہ تک نہ پہنچے وہ ولی نہیں تو کیا اللہ نے اپنے لئے ضروری رکھا کہ جب تک وہ بندے تک نہ پہنچے وہ اللہ ولی نہیں ہے۔"

اس خرافات میں وہ لفظوں کے ذریعے جو شیطانی شعبدہ بازی کر رہا تھا اس کی سنگینی اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ وہ خود مذکورہ الفاظ کے فوراً بعد کہتا ہے کہ:

"بزم میں اہل نظر بھی ہوتے ہیں اور تماشائی بھی ہوتے ہیں لیکن مجھے یہ بزم اہل نظر کی لگ رہی ہے اس لئے گھر کی بات گھر میں ہی رکھنی ہے اور پیار سے ساری حقیقت کھولنی ہے"۔

ملعون یوسف علی اس کے بعد یہ حقیقت کھولتا ہے کہ:

"اللہ لوگوں کو بلاتا ہے محمد کی طرف اور محمد بلاتے ہیں اللہ کی طرف عاشق کا کمال یہی ہے کہ وہ تمام کا تمام حساب محبوب کے کھاتے میں ڈال دے۔ وہ عاشق جب اللہ ہوتا ہے تو محبوب محمد ہے۔ وہ (یعنی اللہ) محمد کی طرف بلاتے ہیں اور جب محبوب اللہ ہوتے ہیں اور عاشق محمد ہوتے ہیں تو وہ اللہ کی طرف بلاتے ہیں"۔

اللہ اور رسول کے درمیان فرق کو مزید ختم کرنے کے لئے وہ آگے کہتا ہے کہ:

"اللہ کیا کرتا ہے؟ ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جاتے ہیں۔ ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جانے والا کون ہے؟"

"اللہ"

"رسول کیا کرتے ہیں؟ ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لاتے ہیں" اس کے بعد ملعون یوسف علی آخری جھٹکا یہ لگاتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کا ایک ہی کام ہے تو اللہ اور رسول میں کوئی فرق بھی نہیں۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی نکتہ آفرینی کرتا ہے کہ

"اللہ کون ہے؟ اللہ "ہو" ہے۔ اور "ہو" کیا ہے؟ "ہو" ذکر ہے اور "ذکر" کیا ہے؟ ذکر رسول" ہے۔"

الغرض اللہ اور رسول کے درمیان اس فرق کو ختم کرنے کے

ملعون کے لئے وی آئی پی اسٹیٹس

ملعون یوسف علی او آئی سی کے ہیڈ کوارٹر میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز رہا ہے۔ جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے پوری دنیا میں اپنا ایک حلقہ اثر بنا رکھا ہے۔ اسی بنا پر وزارت خارجہ اسلام آباد نے اس ملعون کو وی آئی پی کا درجہ دے رکھا ہے اور اسے ایک آفیشل پاسپورٹ بھی جاری کر رکھا ہے۔ ملعون یوسف علی نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور لوگوں کو اپنے مکروہ عمل سے دھوکہ دینے کے لئے ایک "ورلڈ اسمبلی فار مسلم یونٹی" بھی قائم کر رکھی ہے۔ قادیانیت کی طرز پر قائم اس نئے خود ساختہ مذہب کے سرغنہ ملعون یوسف علی کو حکومت کی طرف سے حاصل مراعات مسلم عوام کے عقائد و جذبات پر تازیانے کا درجہ رکھتی

ہیں- اس ملعون کی پہلی کتاب بنام "مرد کامل کا وصیت نامہ" ہے- یہ کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جسے ۲۷۳-۱۲ اے جی ٹی روڈ لاہور نے ۱۸ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ میں شائع کیا ہے- اسی بدکار شخص کی ایک دوسری کتاب "بانگ قلندری" ہے- ۱۴۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا ناشر عبدالوحید میر ساجد ہے- جو ۹ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ میں ۱۵ اسی جی او آر تھری شادمان ٹاؤن لاہور سے شائع ہوئی-

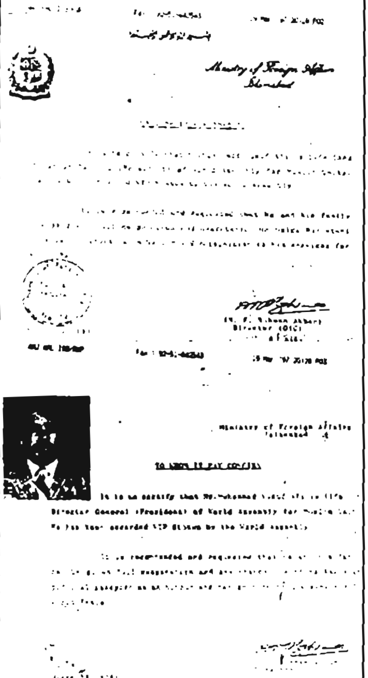

وزارت خارجہ کے جاری کردہ خطوط جن میں ملعون یوسف علی کو وی آئی پی کا درجہ دیا گیا ہے

بعد وہ عام آدمی کو بھی اسی "مقام" پر لے جاتا ہے اور خود "محمد" ہونے کا دعویٰ کرتا ہے-

ملعون یوسف علی نے اللہ اور رسول کے درمیان فرق و ... کر کے خود کو محمد باور کرانے کا یہ کھیل محض دولت کمانے اور ... ہوس کے لئے کھیلا- اس حوالے سے اس کے دامن تزویر میں زیادہ تر خواتین گرفتار ہوئیں- ان خواتین کو وہ یہ باور کرا دیتا تھا کہ وہ نبی دراصل محمد ہے- اس سلسلے میں ہر خاتون کے ساتھ وہ ایک مختلف طریقہ کار اختیار کرتا تھا- مثلاً بعض خواتین کو وہ کلفٹن کے ایک پامسٹ سراج کے پاس لے جاتا تھا جس سے اس کا درون خانہ اتحاد تھا اس پامسٹ کو وہ پہلے سے اپنی ہدف شدہ لڑکی کے بارے میں بعض اہم معلومات فراہم کرتا اور پھر اس لڑکی کو ایک دن سراج کے پاس لے جاتا سراج پہلے سے معلوم حقائق کو خواتین کے ہاتھ کی لکیریں دیکھتے ہوئے پُراسرار طریقے سے بیان کرتا جب خواتین اپنے ماضی سے متعلق پامسٹ کے انکشافات سے متاثر ہونے لگتیں تو وہ اچانک انہیں کسی "بزرگ" ہستی سے "ملاقات" کی خوشخبری سناتا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس ملعون شخص کے ذریعے محمد تک پہنچنے کی ضمانت دیتا- اس طرح خواتین ملعون یوسف علی کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنستی چلی جاتیں- یہاں تک کہ ایک ایسا مقام آتا جب وہ شیطان ان خواتین کے سامنے اپنے محمد ہونے کا انکشاف کرتا اور انہیں بتاتا کہ وہ دراصل محمد کی بیویاں ہیں- اس سلسلے میں وہ دو طریقے اختیار کرتا تھا- اولاً شادی شدہ خواتین کو اپنی "دلہنیں" کہتا ثانیاً غیر شادی شدہ خواتین کو اپنے "نکاح" میں لیتا-

شادی شدہ خواتین کو وہ اپنی "دلہن" اس طرح بناتا کہ وہ اپنے شوہر سے علاوہ اس کی بد اخلاقی یا جسمانی ناچاقیاں ... رفتہ رفتہ اس صورت میں وہ مقام بھی آتا جب خواتین اپنے اصل شوہروں کو مرتد قرار دیتیں اور ملعون یوسف علی کو نعوذ باللہ محمد قرار دے کر خود کو مقدس قرار دیتیں- اس طرح وہ اپنے اصل شوہروں سے ازدواجی تعلقات تک منقطع کر لیتی تھیں- اس حوالے سے "تکبیر" کے پاس کراچی لاہور اور راولپنڈی کی قابل ذکر تعداد میں خواتین کے نام و کوائف اور ضروری ثبوت موجود ہیں- جو بوقت ضرورت عدالت میں پیش کئے جا سکتے ہیں- علاوہ ازیں دوسری صورت کے تحت وہ غیر شادی شدہ خواتین کو اپنے "نکاح" میں لیتا- یہ نکاح مروجہ طریقہ کار کے بجائے محض اس کے صرف یہ کہنے پر ہو جاتا کہ "آج سے فلاں لڑکی میرے نکاح میں ہے" مذکورہ جملے کے بعد وہ لڑکی اس کے لئے ایک "مکمل" بیوی کے "فرائض" ادا کرنے پر مجبور کر دی جاتی- اس المناک طریقے کا نشانہ بننے والی بعض خواتین نے راقم السطور کو بتایا کہ ملعون یوسف علی اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے ننانوے شادیوں کا حکم ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ بھی ننانوے ہیں-

شیطان نے ان خواتین سے یہ بھی کہا کہ اس کی یہ بیویاں ۱۶ سے ۲۵ سال عمر کی ہوں گی- وہ اکثر خواتین کو یہ بھی کہتا کہ میری

پیٹھ پر مہر نبوت ہے اور اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی چار انگوٹھیوں کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے کہتا کہ دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں موجود انگوٹھی دراصل اسے رسالت ملنے پر عطا ہوئی تھی۔ ملعون یوسف علی اپنے حلقہ اثر میں شامل خواتین کو خاص طور پر تاکید کرتا کہ نماز میں اللہ کے بجائے میرا تصور کریں۔ یہاں تک کہ جب خانہ کعبہ کو دیکھیں تو بھی میرا ہی تصور کریں۔ مزید برآں ایک خاتون معتقد نے حج پر جاتے ہوئے اپنے اس ملعون مرشد سے دعا کی درخواست کی تو اس ملعون نے کہا کہ آپ حج پر کیوں جا رہی ہیں جب کعبہ تو خود آپ کا طواف کر رہا ہے۔ نیز کہیں تو یہاں موجود ہے مکان کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔

اس شیطان نے معصوم اور بے گناہ معتقدین کی اللہ رب العزت اور خاتم النبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کو اپنے مذموم اخلاقی و جنسی مقاصد کے علاوہ حصول زر کے لئے استعمال کیا اور لوگوں کی اس عقیدت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے اپنی داستان ہوس کو طول دیا۔ جس طرح دنیا کی تاریخ میں یہ "ڈاکہ" ایک منفرد واقعہ ہے۔ اسی طرح اس پر ارباب اختیار کی بے حسی بھی سانحہ سے کم نہیں۔ ●

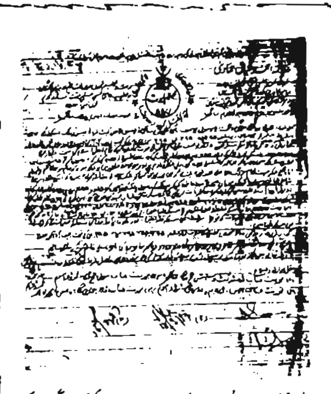

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ڈپٹی کمشنر ساہیوال کے نام ملعون کے خلاف مقدمہ درج کرانے کی درخواست

ابھی علانیہ تبلیغ کا وقت نہیں آیا

اذن ملا ہے کہ منکر کر کے منکر جبادو، ملعون یوسف کی مریدوں کو تسلی

زیرِ زمین تنظیم ورلڈ اسمبلی کی خفیہ سرگرمیاں بے نقاب

جب روزنامہ امت اور تکبیر میں ملعون یوسف علی کے کفریہ عقائد و نظریات کا انکشاف ہوا تو اس نے چپ سادھ لی اور اپنے مخصوص مریدوں کو یہ تسلی دی کہ عنقریب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور انہیں یہ ہدایت بھی کی کہ وہ ان رپورٹوں کا مطالعہ قطعاً نہ کریں منحرفین سے کوئی رابطہ نہ رکھیں خواہ مرید و منحرف کے درمیان کوئی خونی رشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ دریں اثناء جب لاہور میں کچھ لوگوں نے ملعون سے ان رپورٹوں پر تردید چاہی تو اس نے تردید سے منع کرتے ہوئے کہا "پھر میری زندگی کا مقصد ہی کیا باقی رہ جائے گا۔" یہ گفتگو خاص ان لوگوں کے درمیان ہوئی تھی جو اس انتہائی برے وقت میں بھی اس ملعون کا ساتھ دینے کے لئے تیار تھے۔ اس طرح ملعون نے تردید سے دانستہ گریز کا راستہ اختیار کیا۔

جس کی واحد وجہ مریدین کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ واقعی محمدؐ ہے اور اگر وہ خود ہی اس کی تردید کر دیں تو پھر مریدین کا اعتقاد کیسے برقرار رہ پائے گا لیکن چند ہی روز میں جب پورا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا تو ملعون یوسف جی کو ڈیفنس لاہور کی پولیس نے گرفتار کر لیا تقریباً ایک گھنٹے کی گرفتاری کے دوران اس سے ایک تحریر لکھوائی گئی جس کے مطابق ملعون نے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ ملعون نے صورت حال کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے روزنامہ پاکستان لاہور میں پہلی تردید ۲۵ مارچ کو جاری کی۔ امت اور تکبیر میں ملعون یوسف کے عقائد و نظریات کے خلاف ۱۳ مارچ سے رپورٹیں آنا شروع ہو گئی تھیں لیکن اس کی پہلی تردید بارہ روز بعد کیوں جاری ہوئی؟ نیز اس دوران ملعون نے اپنے مریدوں کے درمیان جو تماشے برپا کئے اس کی تفصیلات بھی قارئین کے پیش نظر رہنی چاہیے۔ ملعون کے عقائد و خیالات منظر عام پر آنے کے بعد اس نے اپنے حق میں فضا سازگار بنانے کے لئے سب سے پہلے ایک مضمون روزنامہ پاکستان

میں شائع کرایا۔ یہ مضمون ملعون کے کفریہ عقائد سامنے آنے کے ٹھیک ایک ہفتے بعد شائع ہوا جس کا عنوان "شاہین شہ لولاک المحبوب الوحید محمد یوسف علی" تھا۔ مذکورہ مضمون کی تسیم بھی ملعون کو "ایک انتہائی بزرگ ہستی" باور کرانے پر تیار کی گئی۔ یہاں تک کہ اس ملعون کو مذکورہ مضمون میں "انسان کاملؐ" کا "مکمل پرتو" بھی تحریر کر دیا گیا لیکن مذکورہ مضمون سے بھی مخالف فضا کو موافق نہیں بنایا جا سکا تو ملعون نے اپنے انتہائی اہم مقربین کو لاہور ڈیفنس کینٹ میں واقع اپنی پر آسائش قیام گاہ میں طلب کر لیا۔ جن میں راولپنڈی سے زید زمان کے علاوہ کراچی سے سہیل نامی ایک شخص بھی شامل ہیں۔ اپنے انتہائی اہم مقربین کی لاہور طلبی سے بعد ملعون یوسف علی نے مذکورہ تردید جاری کرنے سے قبل سہیل اور زید زمان کے ذریعے ملک بھر کے تمام مرید جن سے ٹیلی فونک رابطے کئے اور انہیں یہ ہدایت جاری کی کہ ابھی علانیہ تبلیغ کا وقت نہیں آیا اور نہ ہی حضرت کا ظہور کا وقت آیا وہ پانچ سال بعد خود کو ظاہر کریں گے اس دوران اذن یہ ملا ہے کہ "مکر کرتے مکر جاؤ"۔ ملعون یوسف کے معتقدین کے مطابق اس نے اپنے مخصوص حلقے میں "مکر" کو ایک دینی اصطلاح کے طور پر رائج کیا تھا جس کے مطابق اگر کوئی غیر متعلق شخص ان سے ہو وہ عقائد کی بابت دریافت کرے تو اسے چھپالینا چاہئے جو ملعون کی اصطلاح کے مطابق "مکر" کہلاتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق ملعون نے مریدوں کو یہ ہدایت بھی جاری کی کہ کوئی مرید کسی بھی اخباری نمائندے کو کوئی جواب نہ دے۔ مذکورہ ہدایات کے بعد ملعون نے ایک اخباری تردید جاری کی جس کے مطابق وہ ختم نبوت پر یقین رکھتا ہے۔ ملعون یوسف کے تمام عقائد کے مطابق وہ خود کو محمدؐ کا تسلسل قرار دیتا ہے اگر محمدؐ کو آخری نبی وہ تسلیم بھی کرتا ہو تو اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا کیونکہ ملعون کے عقائد کے مطابق "محمد بن عبد اللہ" ایک لباس کا نام تھا اور ان کے اندر موجود روح محمدؐ کے بعد اب مجھ میں آگئی ہے۔ جسے وہ "النفس" قرار دیتا ہے۔ چنانچہ وہ خود کو "یوسف علی" کے بجائے "محمد" یوسف علی قرار دیتا ہے اور اس محمد سے مراد وہ ہمیشہ محمدؐ لیتا ہے۔ چنانچہ ملعون نے ۲۸ فروری کے ورلڈ اسمبلی اجلاس کے لئے اپنے مخصوص مریدوں کو جو انگریزی دعوت نامہ دیا اس دعوت نامے میں بھی اپنا نام صرف (Muhammed) تحریر کیا۔ عام طور پر "صلی اللہ علیہ وسلم" کی جگہ ؐ لکھنے کا رواج ہے چنانچہ ؐ کا لفظ وہ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ لکھتا ہے لیکن مذکورہ دعوت نامے میں تو اس ملعون نے حد

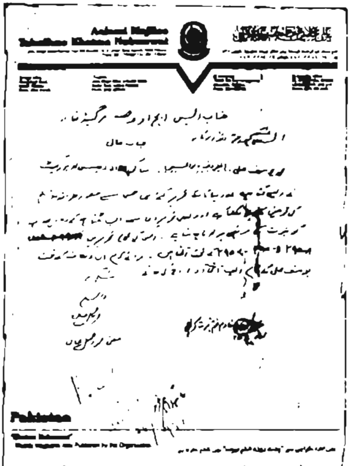

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے کراچی تھانہ بریگیڈ میں ملعون کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے لئے درخواست

کر دی اور اپنا نام صرف و محض محمد ہی لکھا اور اس کے اوپر ؐ بھی تحریر کر دیا۔ اس طرح ملعون یوسف علی نے اپنے عقائد کے تحت تردید کے ذریعے "مکر" کیا ہے۔ تاہم ادارہ تکبیر کے پاس اس کے دعویٰ نبوت سے متعلق تمام دستاویزی ثبوتوں کے علاوہ ایک قابل ذکر تعداد میں گواہان موجود ہیں جنہیں بوقت ضرورت عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ کوئی چور یا مجرم اپنے عمل کا اعتراف نہیں کرتا یہ "الزام" صرف "تردید" کرنے سے دور نہیں ہو جاتے بلکہ اس سلسلے میں کچھ متعین وظائف انجام دینے پڑتے ہیں۔ چنانچہ کسی بھی مجرم پر عائد کئے گئے الزامات کو دستاویزی ثبوتوں اور گواہوں کے ساتھ کٹہرے میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور ثبوت و شواہد کی روشنی میں کسی بھی ملزم کا فیصلہ عدالت کرتی ہے۔ اس سلسلے میں کبھی بھی مجرم یا ملزم کی "تردید" کو کافی سمجھ کر قبول نہیں کر لیا جاتا چنانچہ اس تردید کے باوجود حکومت نے ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ملعون یوسف علی کو ایم پی او (۳) اور ایم پی او (۱۶) کے تحت تین ماہ کے لئے ملتان روڈ پر واقع چونگی سینٹر میں نظر بند کر دیا ہے۔ قبل ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک کے چاروں صوبوں میں اس ملعون کے خلاف مقدمات دائر کرنے کے لئے درخواستیں بھی دے دی ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی کنوینر احمد میاں حمادی نے اپنی مشنز سائنٹمز کے نام جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات جمعیت علمائے اسلام مفتی جمیل خان اور مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی نے تھانہ بریگیڈ میں ملعون کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی درخواستیں دائر کر دی ہیں- مذکورہ رہنماؤں نے ملعون کے خلاف ۲۹۵ اے' ۲۹۵ بی اور ۲۹۵ سی کے تحت مقدمہ درج کرنے کی درخواستیں دی ہیں- ملعون یوسف کے تمام عقائد و نظریات سے قرآن کی بے حرمتی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی دل آزاری اور توہینِ رسالت ہوتی ہے-

اسی حوالے سے ایک اہم پہلو ملعون یوسف علی کا طریقۂ واردات ہے-

ملعون یوسف علی نے خود کو ورلڈ اسمبلی کے مکروہ پردے میں چھپا رکھا ہے- ورلڈ اسمبلی خالصتاً زیرِ زمین تنظیموں کے طور پر قائم کی گئی ہے- جس کے مقاصدِ خبیثہ پردۂ راز میں ہیں- مذکورہ تنظیم کو جو لوگ چلا رہے ہیں ان میں عبد الواحد خان (صدر) امجد شریف قاسمی (ڈائریکٹر ورلڈ اسمبلی پاکستان)' ڈاکٹر محمد ناصر اختر (ڈائریکٹر ورلڈ اسمبلی یو ایس اے) ڈاکٹر اختر حسین (ڈائریکٹر ورلڈ اسمبلی برطانیہ)' سید زید زمان (ڈائریکٹر ورلڈ اسمبلی پنجاب اور خصوصی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"World Assembly" consists of the distinguished lovers of Zaat-i-Haq Subhanahu wa ta'Ala (Transcendant and Immanent).

You are one of us. Al hamdolillah, under the leadership of our Beloved Imam-i-Waqt we are beginning our universal sessions and role at different places around the world.

Please join us according to the program personally communicated.

(Muhammed)

ورلڈ اسمبلی کا دعوت نامہ جس میں ملعون نے اپنا نام صرف محمدؐ لکھا ہے

نمائندے برائے پاکستان فوج)' سہیل احمد خان (ڈائریکٹر ورلڈ اسمبلی سندھ اور خصوصی نمائندہ برائے تجار)' سید جنید زمان (نمائندہ خصوصی)' سید مسعود رضا' سیدۃ ام حیا (ڈائریکٹر برائے خواتین)' ڈاکٹر نعیم احمد ارشد قریشی (خصوصی نمائندہ برائے یورو کرنسی) اور ڈاکٹر سہیل صابر (سیکریٹری جنرل) شامل ہیں- مذکورہ تمام لوگ ملعون یوسف علی کے دست و بازو ہیں اور اس کی سرگرمیوں میں شریکِ کار رہے ہیں- یہ تمام لوگ ملعون یوسف ہی کے عقائد و نظریات کے پرچار کے لئے ممکنہ مواقع فراہم کرتے ہیں- اس حوالے سے سب سے زیادہ کام کراچی اور لاہور میں ہوا ہے- کراچی میں اس ملعون کے خاص الخاص معتقدین میں کاشف' عبد الواحد' سہیل خان' عارف' رضوان طیب' سروش' شاہد' فیصل

اور فاروق کے علاوہ کئی لوگ شامل ہیں اس حوالے سے کراچی میں بعض خواتین بھی نہایت فعال ہیں جن کے نام بوجوہ شائع نہیں کئے جا رہے ہیں- خواتین ملعون یوسف علی کی دیگر خواتین سے ملاقاتیں کراتی تھیں اور اسے مختلف طریقوں سے رابطوں میں مدد دیتی تھیں--- ملعون یوسف علی کے عقائد و نظریات کے منظرِ عام پر آنے کے بعد حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ ورلڈ اسمبلی کی خفیہ سرگرمیوں کا بھی کھوج لگائے- جس سے کئی پردہ نشینوں کے نام اور چہرے بے نقاب ہونگے- ملعون یوسف علی کی ایم پی او کے تحت تین ماہ کی نظربندی حکومت کا ایک امتحان ثابت ہوگی اس سلسلے میں تمام ضروری قانونی تقاضوں کو بلا تاخیر پورا کر کے اس ملعون کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جانا چاہئے-

(بشکریہ، ہفت روزہ "تکبیر" کراچی، شمارہ 12، ۲۲ مارچ، صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، شمارہ 13 ۲۹ مارچ، صفحہ ۲۶، ۲۷، ۲۹، شمارہ 14 ۵ اپریل ۱۹۹۷ء صفحہ ۳۲، ۳۳)

جناب حامد میر

سامنے تو آئیے

معروف کالم نگار جناب حامد میر کے یہ دونوں کالم روزنامہ پاکستان لاہور کی اشاعت ۱۷/ اور ۱۸/ مارچ میں شائع ہوئے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم انہیں قارئین کی نذر کر رہے ہیں (ادارہ)

ندیم محمود خان سے میری بھی کچھ شناسائی ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور میں پیر جہانگیر ابراہیم کے ڈیرے پر ان سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں ندیم محمود خان نے حسب معمول ایسے ایسے انکشافات کیے کہ کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ ان کا محبوب موضوع قادیانیت اور قادیانیوں کی سرگرمیاں ہیں۔ انہوں نے ایسی اہم سیاسی و غیر سیاسی شخصیات کو قادیانی قرار دے دیا کہ یقین نہیں آتا تھا۔ میں مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر انسانوں میں امتیاز اور نفرت پر یقین نہیں رکھتا۔ لیکن ندیم محمود خان کا اصرار تھا کہ پنجاب میں دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے پیچھے قادیانی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ قادیانی پنجاب میں سنی شیعہ فسادات کروانے کی کوششوں میں ہیں اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میں اپنے خیالات وزیراعظم نواز شریف تک پہنچا چکا ہوں۔ ندیم محمود خان ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر ہیں اور ڈیپوٹیشن پر سعودی عرب میں تعینات ہیں۔ ان کی خطرناک گفتگو کے باعث اکثر و بیشتر خفیہ اداروں کے اہلکار انکے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ ندیم محمود خان کے علاوہ بھی کئی اصحاب کی یہ رائے ہے کہ پنجاب میں دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کی منصوبہ بندی قادیانی کر رہے ہیں۔ ایک ذمہ دار شخصیت نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ قادیانیوں نے اہل تشیع جیسے نام رکھنے شروع کر دیے ہیں۔ اس حوالے سے کچھ خطوط بھی موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے صرف دو یہاں پیش ہیں۔ پہلا خط لاہور سے رفیق غوری نے لکھا ہے۔ لکھتے ہیں شعبۂ صحافت سے ۲۷ سالہ تعلق کے باوجود پہلی دفعہ کسی کالم نگار کو خط لکھ رہا ہوں۔ میں آپ کی جرأت اور ہمت کی داد دیتا ہوں۔ کہ آپ افغانستان کی پرخطر اور سنگلاخ راہوں پر اس وقت روانہ ہوئے، جب وہاں لشکر احرار طالبان کی حکومت ہے اور جہاں خود افغانی بھی چہرے پر ریش نہ سجالیں تو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے لیکن آپ نہ صرف وہاں پہنچے بلکہ آپ نے اسامہ بن لادن کا طویل انٹرویو کیا۔ حتیٰ کہ اس مجاہد کی تازہ ترین تصویر بھی اپنے قارئین تک پہنچائی۔ آپ نے جس مہم جویانہ انداز سے یہ مرحلہ سر کیا ہے۔ کچھ لوگ اسے شک کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن میں اسے ایک باہمت اخبار نویس کا سکوپ قرار دیتا ہوں۔ آپ نے اپنے کالم میں آغا شورش کاشمیری مرحوم کی 1973ء کی تقریر کے کیسٹ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں آغا صاحب نے پیشین گوئی کی تھی کہ قادیانی پنجاب میں سنی شیعہ فسادات کروائیں گے۔ اور اس مقصد کے لئے یہودیوں اور ہندوؤں کی مدد حاصل کریں گے۔ میں ان حالات میں کہ جب قادیانیوں نے پاکستان کو اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے یہ حقیقت شائع کرنے پر آپ کو آفرین کہتا ہوں۔ قادیانیوں نے لاہور شہر میں 20 کے قریب میڈیا سیل قائم کر رکھے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ مختلف اخبارات میں موجود اپنے

گماشتوں کو رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان کے تمام محکموں اور حساس اداروں میں قادیانی آکاس بیل کی طرح پھیل چکے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی آپ کو تحقیق کرنی چاہیے۔

جس کالم کے حوالے سے رفیق غوری صاحب نے خط لکھا ہے کہ اسی کالم کے بارے میں کچھ قادیانیوں نے بھی خطوط لکھے ہیں لیکن کسی نے اپنا نام و پتہ نہیں لکھا ایک قادیانی نے ہفت روزہ "نیشن لندن" کے 20 فروری 1997ء کے شمارے میں امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد کے شائع شدہ بیان کا تراشہ بھیجا ہے۔ اس بیان میں مرزا طاہر احمد نے دعویٰ کیا ہے کہ افریقی ممالک میں کئی کئی لاکھ افراد سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) کے ذریعہ کثرت سے اسلامی ممالک کے لوگوں کا رجحان احمدیت کی طرف ہو رہا ہے۔ مرزا طاہر احمد کے بیان کا تراشہ بھیجنے والے نامعلوم قاری نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ

"ایک عرصہ سے آپ کے کالم پڑھ رہا ہوں۔ آپ اچھے کالم نگار ہیں۔ لیکن کبھی کبھار سنی سنائی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ آپ نے آغا شورش کاشمیری کے حوالے سے اپنے ایک حالیہ کالم میں لکھا ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے پنجاب میں سنی شیعہ فسادات کروائے جائیں گے۔ یہ پڑھ کر میرا دل خون کے آنسو رویا۔ یہ دعا دل سے نکلی کہ اے قادر خدا تو دلوں کے حال بہتر جانتا ہے۔ اس بے چارے حامد میر کو حق کی تلاش کے لئے رہنمائی فرما۔ جناب آپ کو ایک اچھے کالم نگار کی حیثیت سے ہر خبر کی تحقیق کرنی چاہیے۔ خدا کا خوف کریں۔ کیا ملک دشمنی کی کسی واردات میں کبھی کوئی قادیانی گرفتار ہوا۔ جماعت احمدیہ نے پاکستان بنانے میں بطور جماعت اور انفرادی طور پر سب سے زیادہ قربانیاں دیں۔ جناب کیا آپ ایم ایم عالم کو بھول گئے۔ کیا جنرل افتخار جنجوعہ کو بھول گئے۔ جنہوں نے 1965ء کی جنگ میں رن آف کچھ میں شجاعت کا مظاہرہ کرنے پر ستارۂ جرأت حاصل کیا۔ اس جنگ میں اکھنور کے محاذ پر جنرل اختر ملک نے فتح حاصل کی۔ انہیں ہلال جرأت ملا۔ کیا آپ عبدالعلی ملک کو بھول گئے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھول گئے۔ سر ظفر اللہ خان کو بھول گئے۔ یہ واحد فرقہ ہے جس نے یہ تعلیم دی ہے کہ جس بھی ملک میں کوئی احمدی ہے وہ اپنے ملک اور حکومت کی اطاعت و وفاداری کرے۔ جب تک کہ ملک و حکومت اسے اسلام اور پیغمبر آخر زماں آنحضرت کی پیروی سے نہ روکے۔ مرزا طاہر احمد نے 10 جون 1988ء اور اب پھر 10 جنوری 1997ء کو مباہلہ کا تحریری چیلنج دیا۔ جس میں دنیا بھر کے تمام علماء اور مفکرین کو دعوت دی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اپنے الزامات لائیں اور ساتھ کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اور ایک سال تک انتظار کریں اور دیکھیں کہ اللہ کس کے ساتھ ہے۔ اور کس پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ڈر کس بات کا؟ کسی عالم سے کہیں کہ تحریری مباہلہ کر لے۔ اگر آپ موت کی تمنا کرنا چاہیں جو انسانی دسترس سے باہر ہے تو بھی ہمیں منظور ہے۔ جس طرح سورۂ جمعہ اور سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کے لئے بتایا ہے۔ ہمت کریں۔

جس نامعلوم قادیانی کے خط کا مذکورہ بالا حصہ شائع کیا گیا ہے وہ ختم نبوت پر یقین کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ڈر کس بات کا۔ حضور سامنے تو آئیے! نام تو بتائیے تاکہ بحث کا سلسلہ علمی انداز میں آگے بڑھ سکے۔ ندیم محمود خان کے انکشافات اور رفیق غوری کے خط سے زیادہ اہمیت نامعلوم قادیانی مکتوب نگار کی ہے۔ جسے سچائی کا دعویٰ ہے لیکن سچے لوگ بزدل نہیں ہوتے۔ وہ نام اور پتہ نہیں چھپاتے۔ مکتوب نگار سے گزارش ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو سامنے آئے تاکہ علماء حضرات اس کا چیلنج قبول کر سکیں۔

چیلنج قبول کیجیے

چند روز قبل اس کالم میں آغا شورش کاشمیری کی ایک پرانی تقریر کے ذکر کے بعد سے میرے پاس قادیانیوں کی مخالفت اور حمایت میں خطوط کا ڈھیر لگ گیا۔ گزشتہ روز ایک قادیانی کا خط اس کالم میں شائع کیا گیا۔ جس میں قیام پاکستان اور تعمیر و تحفظ پاکستان کے لئے قادیانیوں کی مبینہ خدمات کا ذکر تھا۔

اس خط کی اشاعت پر بعض علماء انتہائی سیخ پا ہوئے ہیں ایسے علماء سے گزارش ہے کہ علمی بحث میں مخالف فریق کا نکتۂ نظر سننا اور اسے اہمیت دینا ضروری ہوتا ہے۔ بعض قارئین نے ٹیلی فون پر کہا کہ آپ نے سر ظفر اللہ خان، ڈاکٹر عبدالسلام اور جنرل اختر ملک کی خدمات کے ذکر پر مشتمل خط تو شائع کردیا لیکن قادیانیوں سے یہ نہیں پوچھا کہ سر ظفر اللہ خان نے بانیٔ پاکستان قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی تھی۔ 1948 میں (پاکستان میں آئینی طور پر) قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا گیا تھا۔ کیا سر ظفر اللہ خان نے اس لئے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھی کہ قادیانی اپنے سوا سب کو کافر سمجھتے ہیں؟

ایک کرم فرما نے سقوط مشرقی پاکستان کی تحقیقات کے لئے قائم کیے گئے حمود الرحمن کمیشن میں مولانا لال حسین اختر (مرحوم) کے بیان کی نقل بھجوائی ہے۔ اس بیان میں مولانا لال حسین اختر نے کہا تھا کہ صدر یحییٰ خان کے ایک قادیانی مشیر ایم ایم احمد نے پاکستان توڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایم ایم احمد سلسلۂ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد کے پوتے ہیں۔ مولانا لال حسین اختر نے حمود الرحمن کمیشن کے روبرو کہا تھا کہ ایم ایم احمد نے صدر پاکستان کے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے ایک رپورٹ تیار کی تھی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ اگر مشرقی پاکستان علیحدہ ہوجائے تو مغربی پاکستان کی معیشت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑیگا۔ 24 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں یحییٰ خان اور شیخ مجیب الرحمن کے مذاکرات کے موقع پر ایم ایم احمد بھی موجود تھے۔ مشرقی پاکستان کے اخبارات نے ڈھاکہ میں ایم ایم احمد کی موجودگی پر شدید اعتراض کیا تھا قادیانیوں کے مرکز واقع قادیان (بھارت) سے بنگلہ دیش کے قیام کی حمایت کی گئی تھی۔ ایم ایم احمد اتنے اہم ہوگئے تھے کہ جب یحییٰ خان ایران کے دورے پر گئے تو ایم ایم احمد کو پاکستان کا قائم مقام صدر بنایا گیا جس دن ایم ایم احمد نے قائم مقام صدر بننا تھا۔ اس دن اسلم قریشی نامی شخص نے اس پر حملہ کردیا اور ایم ایم احمد کرسیٔ صدارت پر براجمان ہونے کی بجائے ہسپتال جا پہنچا۔ کئی سال بعد اسلم قریشی جیل سے رہا ہوا تو اسے اغواء کرلیا گیا اور چار سال تک اس پر تشدد کیا گیا۔ جب اس کا دماغی توازن بگڑ گیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ ایم ایم احمد خود پر قاتلانہ حملے کے مقدمے کی سماعت کے دوران عدالت میں پیش ہوئے تو انہوں نے اپنے بیان میں کہا تھا۔ کہ "میرا دادا نبی تھا۔ جو شخص اسے نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔" طاہر رزاق نے اپنی کتاب "مرگ قادیانیت" میں لکھا ہے کہ 1993ء میں غلام اسحٰق خان اور نواز شریف کے درمیان غلط فہمیوں کی دیوار کھڑی کرنے میں ایم ایم احمد نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ایم ایم احمد نے 1993 کے سیاسی بحران سے قبل ایوان صدر میں

غلام اسحٰق خان کے ساتھ کئی ملاقاتیں کیں تھیں۔ غلام اسحٰق خان اور معین قریشی کا نام پہنچانے میں بھی ایم ایم احمد کا کردار تھا۔ اس شخص کا پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ منظور احمد وٹو سے بھی رابطہ تھا اور مرزا طاہر نے وٹو کو بیرون ملک سے دس کروڑ روپے بھی بھجوائے تھے۔ اپنی کتاب میں طاہر رزاق نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایم ایم احمد اور معین قریشی عالمی بنک میں ایک ساتھ کام کرتے رہے۔ معین قریشی کی جرمن نژاد برطانوی بیوی پہلے عیسائی سے مسلمان ہوئیں اور پھر قادیانی ہو گئیں۔ اسی کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حمود الرحمٰن کمیشن کے سامنے ایم ایم احمد کے خلاف بیان دینے والے مولانا لال حسین اختر بھی پہلے قادیانی تھے لیکن بعد میں قادیانیت سے تائب ہوگئے۔ قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی کو بھی کتابی شکل میں محفوظ کرلیا گیا ہے۔ اس تاریخی دستاویز کو پڑھنے کے بعد اس حقیقت میں شک نہیں رہتا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لئے اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اہم کردار ادا کیا۔ مقدمے کے دوران اٹارنی جنرل یحیٰ بختیار نے کئی مرتبہ اعتراف کیا کہ قادیانیوں کے خلاف ان کے دلائل کو وزیر اعظم کی مکمل تائید وحمایت حاصل ہے۔ بہرحال سقوط مشرقی پاکستان اور بھٹو کی پھانسی سے لے کر 1993ء کے سیاسی بحران کی سو فیصد ذمہ داری قادیانیوں پر عائد نہیں کی جاسکتی۔ اگر یہ سازشیں واقعی قادیانیوں نے کیں تو سازشوں کی فصل کاشت کرنے کے لئے زمین مہیا کرنے کا کام مسلمانوں نے کیا تھا۔ مسلمانوں کو اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ آخر میں ایک خط پیش ہے جو بذریعہ فیکس لاہور سے موصول ہوا ہے۔

برادرم حامد میر صاحب!

السلام علیکم! آج آپ کے کالم میں ایک قادیانی کا خط شائع ہوا ہے جس نے اپنے عقیدے کے مخالفین کو مباہلے کا چیلنج دیا ہے۔ اس قسم کے چیلنج مرزا غلام احمد سے لے کر مرزا طاہر احمد تک سب دیتے آئے ہیں۔ لیکن چیلنج قبول ہونے کے بعد کوئی نہ آیا نہ آئے گا۔ میں اپنے بزرگوں مولانا عبدالحفیظ المکی، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا خان محمد کی طرف سے مرزا طاہر احمد کو چیلنج کرتا ہوں کہ جب چاہے اور جہاں چاہے ہمیں مباہلے کے لئے بلا لے مرزا طاہر احمد نے دو سال پہلے مباہلے کا چیلنج دیا تھا* ہمارے بزرگوں نے 4اگست 1995ء کو لندن کے ہائیڈ پارک میں مرزا طاہر احمد کے ساتھ مباہلے کا چیلنج قبول کیا۔ لیکن وہ نہیں آیا۔ 26 جولائی 1996ء کو مرزا طاہر احمد نے دوبارہ مباہلے کا چیلنج دیا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے چیلنج قبول کیا اور برطانیہ میں قادیانیوں کے مرکز میں خود جانے کا اعلان کیا لیکن مرزا طاہر احمد بھاگ گئے۔ اب آپ کے کالم کے ذریعے ہمارے بزرگ ایک دفعہ پھر مرزا طاہر احمد کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ 5 سے 9اپریل 1997ء کے دوران برطانیہ کے کسی بھی مقام پر مباہلہ کرلے۔ ہمیں یقین ہے کہ مرزا طاہر احمد ہمیشہ کی طرح اب بھی راہ فرار اختیار کرینگے۔

والسلام

خادم اسلاف حافظ محمد طاہر اشرفی

(بقیہ ص ۳۹ پر)

سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

محترم حبیب اللہ شاہد نے ذیل کے مضمون میں منفرد انداز میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس موضوع پر اگر کوئی اور دوست اظہارِ خیال کرنا چاہے تو ہمارے صفحات حاضر ہیں (مدیر)

ہر سال اسلامی تقویم کے آخری(۱) ماہ کی دس تاریخ کو دینِ ابراہیمی کے پیروکار اُس واقعہ کی یاد مناتے ہیں جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند جلیل کو اللہ کی رضا کے مطابق قربانی کے لیے پیش کردیا تھا۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی ذات مبارک اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے پیروکاروں کے لیے بزرگ و محترم ہے۔ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق آپ اللہ کے برگزیدہ نبی اور توحید کے اوّلین علمبرداروں میں سے ہیں۔ چنانچہ آپ ہی کی اولاد نے آنے والے ادوار میں توحید کا بارِ امانت نہایت خوش اسلوبی سے اپنے شانوں پر اٹھایا اور بندگانِ خدا کو اللہ کی پرستش کی تعلیم دی۔

یہ بیان کرنا بھی متعصبانہ رویے میں کمی کا باعث بنے گا کہ قرآن میں نہ صرف سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آل اولاد میں بعثت پانے والے تمام جلیل القدر انبیاء کا ذکر نہایت تزک و احتشام سے کیا گیا ہے بلکہ مسلمانوں کو تمام انبیاء اور ان پر نازل کردہ کتب پر ایمان لانے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ (۲) یہی وجہ ہے کہ قرآن میں موجود کئی سورتیں ان انبیائے کرام کے ناموں ہی سے منسوب ہیں (۳) عیسائی دنیا کے لیے شاید یہ بات بھی باعث حیرت ہو کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ اللہ کے کلام میں کوئی سورت ان کے اپنے خاندان کی کسی بھی خاتون سے منسوب نہیں، اس کے برعکس ایک پوری سورۃ کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم علیہا السلام سے منسوب ہے۔ (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث ہونے والے انبیاء، رسل اور بزرگ ہستیوں کے کردار کی عظمت جس طرح قرآن میں نظر آتی ہے۔ وہ بائیبل میں پیش کردہ روایات کے برعکس ہے۔ جس میں انہیں (نعوذباللہ) زنا جیسے مکروہ فعل تک کا مرتکب قرار دیا گیا ہے (۵) ہم سب کے علم میں ہے کہ سیدہ مریم علیہا السلام پر ان کی قوم نے کس قدر بیہودہ الزامات لگائے، یہودیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو (نعوذ باللہ) پینتھر نامی رومی سپاہی سے عفیفہ خاتون کے تعلقات کا نتیجہ قرار دیا (۶) تو دوسری جانب پال کے متبعین نے آپ کو اللہ کے بیٹے کی ماں قرار دیدیا۔ لیکن قرآن آپ کی عظمت ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو منتخب فرمایا اور تجھ کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اور سب جہاں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھ کو چن لیا۔ اے مریم تو اپنے رب کی فرماں بردار بن کر رہ اور سجدہ کیا کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کر۔ (آلِ عمران، ۴۲، ۴۳)

ان گزارشات کو پیش کرنے کے بعد کہ عالمِ اسلام اور دنیائے عیسائیت میں مثبت پیش رفت کے لیے کس قدر بہتر فضا میسّر ہے۔ اور تضادات دور کرنے کے بھی مشترکہ مواقع موجود ہیں۔ آئیے قرآن اور بائیبل میں درج

واقعات کی مدد سے ہم اس واقعہ کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں جسکی بنیاد پر اسلام، عیسائیت اور یہودیت کی عظیم الشان عمارتیں ایستادہ ہیں۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کی آزمائش کی اور اپنے فرزند بطور قربانی پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو مروہ کی پہاڑیوں پر لے گئے۔ تاکہ انہیں قربان کر سکیں۔ عبرانی زبان میں اس پہاڑی کو جہاں یہ عظیم واقعہ پیش آیا "مورح" کہا گیا ہے لیکن تنگ نظر مترجمین نے بائبل میں اسی لفظ کو چھپانے کے لیے اسکا تلفظ اور ہجے بگاڑ کر اسے موریا (Moriah) اور مریا بنادیا ہے۔

(۷) مسلمانوں کے برعکس عیسائیوں اور یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ فرزند جسے قربانی کے لیے پیش کیا گیا وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نہیں بلکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے۔

ان دو متضاد عقائد کی پرکھ کے لیے ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات مبارک سے کرتے ہیں۔ بائبل میں آپ سے متعلق واقعات توریت کی پہلی کتاب "پیدائش" یا تکوین" کے باب ۱۲ تا ۲۵ تک مرقوم ہیں۔ عیسائی اور یہودی آپ کو بطور نبی تسلیم نہیں کرتے اور Petriarch یعنی بزرگ مانتے ہیں۔ توریت کے برعکس قرآن میں آپ کے فضائل کا ذکر متفرق جگہوں پر کیا گیا ہے۔ تاہم مسلمان آپ کو خلیل اللہ اور ابو الانبیاء کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن کے مطابق آپ اپنی ابتدائی عمر ہی سے توحید کے فدائی اور بت پرستی کے دشمن تھے۔ آپ نے اللہ کی ودیعت کردہ عقل کی بنیاد پر فطرت کے حوالوں سے توحید شناسی کی منازل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرلیں۔ آپ نے اپنی قوم میں توحید کی تبلیغ کی تو نہایت سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے والد نے آپ کو سخت سزا کی تنبیہ کی مگر یہ مرد خلیل حق بیان کرنے سے باز نہ آئے۔ انہوں نے اپنی قوم اور بادشاہ وقت سے مناظرے کیے اور ایسے مدلل جوابات دیے کہ اصنام پرست حیران رہ گئے۔ قرآن میں بیش بہا معلومات نہایت جامع انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ آپ کے درجات کی بلندی جس طرح ہمیں قرآن میں نظر آتی ہے۔ وہ بائبل میں مفقود ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

"ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو لکھا" الحدید، ۲۶:۲۷"

اور یہ کس قدر روشن حقیقت ہے کہ تمام انبیاء آپ ہی کی نسل میں مبعوث ہوئے اور آپ کی ذریت سے باہر کوئی نبی نہیں ہوا۔ بائبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہمیں بتاتی ہے کہ خدا نے ان سے برکت کا وعدہ فرمایا (۸) اور اسکی تجدید اس وقت بھی فرمائی جب ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ برکت کے اس وعدہ پر آپ نے شکوہ کیا کہ میں بے اولاد ہوں تو خدا نے آپ کو بشارت دی کہ آپ کی صلب سے آپ کا وارث پیدا ہوگا۔ (۹) بیٹے کی اس بشارت کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

ترجمہ: اور ابراہیم نے کہا میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں یعنی ہجرت کر کے۔ وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا اے میرے رب مجھ کو سعادت مند فرزند عطاء فرما۔ لہذا ہم نے اس کو حلیم الطبع لڑکے کی بشارت دی۔ (القرآن، الصٰفٰت، ۹۹)

وارث کی پیدائش کی اس بشارت کے فوراً ہی بعد آپ کے پہلے فرزند اسماعیل علیہ السلام سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ (۱۰) ہاجرہ کا عبرانی زبان میں نام "ہانمار" ہے۔ (عربی میں درست تلفظ "ھاجرہ" ہے) جب

فرعون مصر نے حضرت ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا تو آپ کو "آجر" بھی پکارا گیا یعنی اس مصیبت کا اجر جو ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے رویے کے باعث اٹھانی پڑی اور جب حضرت ہاجرہ نے مصر سے فلسطین اور بعد ازاں فاران ہجرت کی تو آپ کا نام ہاجرہ پڑ گیا۔ اس عظیم المرتبت خاتون کے سلسلے میں اس رویے کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا جو یہودیوں اور عیسائیوں نے ماضی میں حضرت ہاجرہ کے لیے روا رکھا ہے۔ ان میں سے چند متعصب علماء آپ کو حقارت سے لونڈی اور آپ کی اولاد کو لونڈی زادے کہہ کر پکارتے رہے ہیں۔ قاضی حبیب الرحمن منصور پوری اپنے کتابچے "سیرت آنحضرت ﷺ بائبل کی روشنی میں" صفحہ ۲۷ تا ۳۰ میں یہودی مفسر توریت شلومو اسحق کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اس مفسر نے پیدائش (تکوین ۱-۱۶) کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"وہ فرعون کی صاحبزادی تھیں۔ جب فرعون نے ان کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ وقوع پذیر ہوئی تھیں تو کہا کہ میری شہزادی کا گھر میں ملکہ بن کر رہنے سے بہتر ہے کہ وہ ان (ابراہیم علیہ السلام) کی خادمہ بن کر رہے۔"

قاضی صاحب خطبات احمدیہ مصنفہ سر سید احمد خان کے مندرجہ بالا حوالے کے بعد دی یونیورسل جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد پنجم ص ۱۵۴ کا حوالہ بھی دیتے ہیں جہاں تحریر کیا گیا ہے۔

"ہاجرہ کے بارے میں ربیون (علمائے یہود) کی رائے (عیسائیوں) سے قدرے مختلف ہے۔ ان کی اطاعت شعاری اور پارسائی کی تعریف کی جاتی ہے۔ یہ ایک مصری شہزادی تھیں جو (ان کے والد کی طرف سے) سارہ کو اسکی کرامتوں کے مشاہدے کے بعد عمدہ تربیت کے خیال سے دی گئیں"

قاضی حبیب الرحمن نے لفظ "لونڈی" کے سلسلہ میں جو وضاحت کی ہے اس میں ذرا سے اضافے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ عبرانی زبان جو دنیا کی قدیم زبانوں میں شمار کی جاتی ہے یہ محض ایک زبان ہی نہیں بلکہ ایک خاص تمدنی رویے کا اظہار بھی ہے اور اس دور کی تمدنی تاریخ میں ہمیں تین اقسام کے غلاموں کا ذکر ملتا ہے۔

(۱) وہ جو جنگ کے نتیجہ میں بطور مال غنیمت غلام بنالیے جائیں۔

(۲) وہ لونڈی یا غلام جو زر خرید ہوں۔

(۳) ایسے بچے جو مندرجہ بالا دونوں اقسام کی اولاد ہوں۔

توریت کے مطابق سیدہ ہاجرہ کا شمار ان تین اقسام میں سے کسی ایک میں بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ لونڈی کے ضمن میں چند اور خواتین کا تذکرہ ضرور ہوا ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کی دو ازواج "لیاہ" اور "راحیل" کی لونڈیوں کے نام بالترتیب "زلفہ" اور "بلہہ" ہیں۔ یہ دونوں خواتین یعقوب علیہ السلام کے چاروں فرزندوں...... جد، آشر، دان اور نفتالی کی والدہ ہیں۔ ان چاروں کو ان کے والد (یعقوب علیہ السلام) کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً برکتیں دی ہیں۔ توریت میں ان چاروں فرزند ان یعقوب کو نہ تو بقیہ آٹھ فرزندوں سے کمتر درجہ دیا گیا ہے۔ اور نہ ہی انہیں لونڈی زادہ کہا گیا ہے۔ زلفہ اور بلہہ کے علاوہ خود لیاہ اور راحیل جو بعد ازاں بنی اسرائیل کے کئی بزرگان دین کی مائیں بنیں اپنے آپکو زر خرید لونڈی کہہ کر پکارتی تھیں۔ (۱۱) عہد جدید کے مطابق حضرت سارہ، ابراہیم علیہ السلام کو آقا کہہ کر پکارا کرتی تھیں۔ اسی طرح یوسف علیہ السلام کو دو بار بطور غلام خریدا اور بیچا گیا۔

اب ذرا سوچیے کہ اگر یہ خواتین ، لونڈی اور ان کی اولاد لونڈی زاد نہیں تو متعصب عالمان دین کے لکھ دینے سے حضرت ہاجرہ بھی لونڈی اور انکی اولاد لونڈی زاد نہیں کہلا سکتی۔ وہ ایک عالی مرتبت خاتون تھیں اور خود بائبل کے مطابق ان کا شمار دنیا کی ان چند خواتین میں ہوتا ہے۔ جن سے خدا براہ راست مخاطب ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب فرزند کی بشارت دی گئی تو خدا تعالی نے مولود کا نام بھی دوران حمل ہاجرہ پر القا کیا۔ ان کا یہی فرزند "وعدہ کا فرزند" تھا۔ انہی کی اولاد کی بابت خدا نے کہا تھا کہ وہ کثرت کے باعث شمار نہ کی جاسکے گی۔(۱۲) ہم دیکھتے ہیں کہ اولاد اسحق کا شمار تو بارہا ہوا، خواہ وہ بابل کی اسیری کے دوران ہو یا رہائی کے وقت ہو یا پھر داخلہ مصر کے وقت ہو یا بیت المقدس میں داخل ہونے پر لیکن اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کا شمار ان کی کثرت کی بناء پر کبھی نہ ہوسکا۔

جب خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ "وہ اور ان کے بعد کی نسلیں میرے عہد کو مانیں۔ اس عہد کا نشان ختنہ ہوگا۔ جو تم میں سے ہر مرد کا کیا جائے گا"۔(۱۳) تو اسمٰعیل علیہ السلام ہی وہ پہلے فرزند تھے جو عہد کا حکم نازل ہونے پر پہلے ہی روز اپنے والد کے ہمراہ خدا کے عہد میں شامل ہوگئے۔(۱۴) افسوس کا مقام یہ ہے کہ مترجمین بائیبل جو اسمٰعیل دشمنی میں آخری حدوں کو بھی پار کرجاتے ہیں۔ بائبل کے اردو ترجمے میں انہوں نے اسمٰعیل علیہ السلام کی بابت وحشی اور گورخر کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اگر عبرانی زبان سے مذکورہ عبارت کا براہ راست ترجمہ کیا جائے تو وہ اس طرح بنتا ہے۔

وہ جنگلوں کا باسی ہوگا"(۱۵)

اسی طرح عبرانی عبارت سے توریت کے ایک جملے کا مفہوم بنتا ہے۔

"اس کا ہاتھ سب کی مدد کرے گا اور سب اس کے معاون ہوں گے۔"

لیکن متعصب مترجمین نے تحریر کیا ہے کہ "اس کا ہاتھ سب آدمیوں کے خلاف ہوگا اور سب آدمیوں کے ہاتھ اس کے خلاف" (۱۶) ان تمام تحریفات کے باوجود اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے جو محبت آپ کے والد کے دل میں تھی وہ ہمیں توریت میں جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ جب خدائے کریم نے ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحق کی بابت خوشخبری دی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:

"میری دعا ہے کہ اسماعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے"۔(۱۷)

بقول توریت جب حضرت سارہ، حضرت ہاجرہ اور ان کے بچے کو نکل جانے کا حکم دیتی ہیں تو یہ بات ابراہیم علیہ السلام کو بہت ناگوار گزرتی ہے۔(۱۸) لیکن خدا ان کو تسلی دیتا ہے تو وہ یہ جان کر کہ خدا اپنا وعدہ ضرور ایفا کرے گا۔ اور ان دونوں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، ماں بیٹے کو رخصت کرتے ہیں اور دیکھیے کہ خدا کس طرح اپنا عہد ایفا کرتا ہے کہ ویرانے میں جب اسمٰعیل علیہ السلام تشنگی کے باعث قریب المرگ ہوتے ہیں تو معجزانہ طور پر میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑتا ہے۔ توریت میں چشمے کے بجائے لفظ کنواں تحریر کیا گیا ہے۔ پانی کی وافر مقدار کے باعث اسے بیر سبعہ کہا گیا ہے۔ بیر کا مطلب ہے کنواں اور سبعہ سات کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ کنواں جو سات کنوؤں کے برابر ہو۔ مسلمان اسے چاہ زم زم کہتے ہیں لیکن مترجمین بائبل نے یہاں بھی بڑی بے انصافی کی ہے اور اسکا تلفظ بگاڑ کر "بیر شائع" کردیا ہے۔ بہر طور بیر سبعہ اس مقام کا نام ہے جہاں اللہ تعالی نے معجزانہ طور پر چشمہ جاری کیا تاکہ ابراہیم علیہ

السلام کی شہزوری کا پہلا اور پہلوٹھا پھل(۱۹) اور اسکی اولاد اس ویرانے میں زمانے کے حوادث اور خطاکار قوم سے محفوظ رہ کر تعداد میں بڑھتی رہے۔ یہ چشمہ آج بھی فرزندان توحید کو اسمٰعیل علیہ السلام کے ایڑیاں رگڑنے کی یاد دلاتا ہے۔ اور صدیاں گزرنے کے باوجود اس کا پانی تشنہ لبوں کو سیراب کررہا ہے۔ اس چاہ زم زم کو بائبل میں بیر سبعہ، اس کے اطراف کو فاران اور اس جگہ کو جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد کے ہمراہ عبادت گاہ تعمیر کی تھی۔ دشت فاران کا قادس کہا گیا ہے۔ اس علاقے کی ایک مشہور پہاڑی مروہ ہے اسے عبرانی میں مورہ کہا گیا ہے۔ لیکن مترجمین بائبل نے اسکا بھی تلفظ بگاڑ کر موریا اور مریا کر دیا ہے۔ یہی پہاڑی اسمٰعیل علیہ السلام کی قربان گاہ ہے۔(۲۰)

اگرچہ مختلف تحاریف کی طرح آمادہ قربان ہونے والے فرزند کانام بھی تحریف کیاگیا ہے تاہم بائبل ہی کے شواہد یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسمٰعیل علیہ السلام ہی وہ فرزند تھے جنہیں ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے لیے اللہ کے حضور پیش کیا تھا۔ توریت کے مطابق جس بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کیا گیا وہ امام الانبیاء کا اکلوتا فرزند تھا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کی موجودگی میں توریت کے مصنفین کا اسحٰق علیہ السلام کو اکلوتا تحریر کردینا ایک ایسی تحریف ہے جو علمی تحقیقی سطح پر ثابت ہوچکی ہے۔اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش کے اگلے چودہ برس تک بائیبل کے مطابق وہی اکلوتے فرزند تھے(۲۱) جب حضرت ہاجرہ کو نکالا گیا تو حضرت اسحٰق اتنے چھوٹے تھے کہ کچھ عرصہ قبل ہی ان کا دودھ چھڑایا گیا تھا۔وہ لڑکا جو قربانی کے لیے پیش کیا گیا توریت کے مطابق اتنا توانا تھا کہ سوختنی لکڑیوں کا بوجھ اٹھا سکتا تھا۔(۲۲) ایک بچہ جسکا شیر مادر کچھ ہی عرصہ قبل چھڑایا گیا ہو کس طور اتنا وزن اٹھا سکتا ہے۔ تاہم اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر اور صحت اس قابل تھی کہ وہ یہ بوجھ اٹھا سکتے تھے۔(۲۳)

توریت کی اس تحریف کا باعث دراصل خدا کاوہ کلام تھا جو کوہ سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا گیا تھا یہ حروف کا وہ عہد تھا جس میں خدا نے بشارت دی تھی کہ جب بنی اسرائیل مکروہ کام انجام دینے لگ جائیں گے اور شریعت میں اپنی آسائش کے مطابق ردّو بدل کر دیں گے تو بنی اسحٰق کے بھائیوں (بنی اسرائیل) میں سے ایک نبی میرا کلام لے کر آئے گا۔ تم اس پر ایمان لانا تاکہ نجات کے بند دروازے تم پر کھولے جاسکیں ۔(۲۴) بس یہی بات نسلی برتری کے زعم میں مبتلا یہودیوں کو برداشت نہ ہوسکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے علماء نے توریت میں تحریف کرکے وعدہ کا فرزند حضرت اسحٰق کو قرار دے دیا۔ اور حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند ارجمند کو غلاموں میں شمار کردیا۔ بعد کے ادوار میں بنی اسرائیل میں جو بھی نبی مبعوث کیے گئے ان تمام نے یہودیوں کو یہ باور کرایا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے سلسلۂ انبیاء کا آخری نبی پیدا ہوگا۔ (۲۵) جب حضرت عیسیٰ ابن مریم نے یہود کو وضاحت کے ساتھ بتایا کہ تمہارے بڑوں کا ردّ کردہ پتھر کونے کا سرا ہوگیا ہے یعنی جسے لونڈی کا فرزند قرار دے کر وراثت سے خارج کردیا گیا تھا اسی کی نسل سے آخری نبی آنے کو ہے تو فریسی اور کاہن سمجھ گئے تھے کہ نبوت کا سلسلہ بنی اسحٰق سے منتقل ہوکر بنی اسمٰعیل میں جانے کو ہے، اب اقوام عالم کی رہنمائی کا کام ان کو سونپ دیا جائے گا۔(۲۶) لہٰذا حسب معمول نسلی برتری اور حسد کے شدید جذبات سے وہ مشتعل ہوگئے اور انہوں نے تہیہ کرلیا کہ عیسیٰ ابن مریم کی جان لے لی جائے۔

انہی اشخاص میں ایک شخص ساؤل بھی تھا جب اس نے سنا کہ عیسیٰ ابن مریم فاران سے ظہور پذیر ہونے، نبی کی آمد کی انجیل (خوشخبری) کی منادی کر رہے ہیں تو وہ بد ترین تشدد پر اتر آیا۔ اور اس انجیل (نبی آخری کی آمد) کو پھیلنے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی (۲۷) لیکن ناکامی پر وہ ساؤل سے پال بن گیا۔ بعد ازاں سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ خدا کے اس عہد کو حضرت ہاجرہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے محمد ﷺ کے متعلق تھا۔ (۲۸) میثاق النبیین) "لونڈی کا عہد" قرار دیکر رد کر دیا۔ (۲۹) پھر اس نے اس عہد کے نشان "ختنہ" کو ختم کرنے کا اعلان کیا (۳۰) اور شریعت جو حروف کا عہد تھی اور جس کی تکمیل فاران کے نبی نے کرنی تھی لعنت قرار دیکر مسترد کر دیا (۳۱) تاکہ بنی اسرائیل اور دیگر اقوام، شریعت کے انجام یعنی آل اسمٰعیل میں کامل نبوت پر ایمان لانے سے بچ سکیں حالانکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا تھا کہ قیامت تک شریعت میں ایک نکتے یا شوشے کی بھی کمی نہ ہوگی۔ (۳۲) پال کو حروف کے عہد کا بخوبی علم تھا۔ (میثاق النبیین) اس نے جن روایات کا ذکر کلیسوں کے خط میں کیا ہے۔ (۳۳) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں یہی تو ہیں کہ خدا کی بادشاہی تم (بنی اسرائیل) سے لے لی جائے گی (۳۴) اور ایک قوم کو دے دی جائے گی جو اس کے پھل ادا کرے نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اچھا درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (۳۵)

بنی اسمٰعیل اور بنی اسحٰق دونوں اقوام کے حالات سب کے سامنے ہیں ہر فرد دیکھ سکتا ہے کہ ابراہیمی روایات کے پھل کون ادا کر رہا ہے؟ کون سی قوم ہے جو توحید خالص کا عقیدہ رکھتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام پر دن میں پانچ بار باقاعدگی سے برکت بھیجتی ہے؟ آپ کی پیروی میں اللہ کی بزرگی اور اسکی عطا کردہ نعمتوں کا شکر سر بسجود ہو کر ادا کرتی ہے۔ خدا کے ظہور کردہ معجزانہ پانی کو بطور تبرک پینا اپنے لیے عین سعادت سمجھتی ہے اور سب سے بڑھ کر ذبیح کی یادگار میں قربانیاں ادا کرتی ہے۔؟

آئیں مل کر اللہ کے حضور دعا کریں کہ ابراہیمی نسبت کو اپنے لیے باعث عزت گرداننے والے تینوں مذاہب کے پیروکار تمام رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھیں اور ان کے مابین اسی طرح کا تعاون اور مفاہمت پروان چڑھے جس طرح توریت کے مطابق اسمٰعیل علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام کے مابین تھی۔ جب ان کے عظیم والد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو دونوں بھائیوں نے مل کر ان کی تدفین کی۔ *

---

*سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام و سیدنا اسحٰق علیہ السلام دونوں اللہ کے نبی ہیں اور ان کے والد ماجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں اور ان قدسی صفت ہستیوں کا باہمی تعاون و مفاہمت اور اشتراک عمل اللہ کے حکم کے تحت تھا۔ بعثت محمد ﷺ کے بعد سابقہ تمام شریعتیں منسوخ اور ناقابل عمل قرار دے دی گئیں اس لیے کہ وہ اپنی اصل اور صحیح حالت میں باقی نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اور شریعت محمد یہ ﷺ کو قیامت تک کے انسانوں کیلئے پسند فرمایا اور خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان کو ہی مدار یقین و نجات قرار دیا۔ تو اب یہود و نصاریٰ سے تعاون و اشتراک عمل اور مفاہمت کس بنیاد پر ممکن ہے؟ جبکہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں ایمان والوں کو خبردار کر دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ تمہارے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ البتہ معاشرتی اور تمدنی مسائل میں ایک دوسرے کے حقوق کے احترام کیلئے باہمی تعاون کی فضا قائم کرنے کا جواز ہے اور یہ ضر..ری بھی ہے جبکہ ان سے دوستی حکم قرآن سے بغاوت و سرکشی کہلائے گی۔ (مدیر)

(۳۶) والد کی وفات کے بعد اسحٰق علیہ السلام وقتاً فوقتاً بیر سعبہ یافاران جاتے رہے۔جہاں انہوں نے اپنے والد کی یادگار میں مذبحہ بھی تعمیر کیا(۳۷) ان دونوں بھائیوں نے باہمی رشتے ناطے بھی کیے (۳۸) حضرت یعقوب علیہ السلام نے عبادت کی اس جگہ کو "بیت ایل" کے نام سے پکارا۔(۳۹) عبرانی میں بیت بمعنٰی گھر اور ایل بمعنٰی اللہ کے ہیں۔ بیت ایل کا مطلب ہے "اللہ کا گھر"، اسی کو کعبہ، مکہ یا بکہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور حضرت دانی ایل علیہم (دانیال) کا فاران آنا اور اس علاقے میں قیام کرنا اس بات کو تقویت فراہم کرتا ہے کہ وہ اسے مقام مقدس خیال کرتے تھے اور اسکا سفر کرنا اور قیام کرنا (حج) باعث فضیلت گردانتے تھے۔ (۴۰) اسی سفر و قیام کو مسلمان حج کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور یہ عظیم عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یاد ہی میں کی جاتی ہے۔ آئیے ذیل میں درج کردہ رب کائنات کے اس کلام کو پڑھنے کی سعادت حاصل کریں جو شاید ہمارے قلوب کی کدورتیں دور کرنے کا باعث بن جائے۔

"ابتداء میں تمام لوگوں کا ایک ہی دین و مسلک تھا۔ لیکن جب وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو اللہ نے ان کی طرف بشارت سنانے والے اور برے اعمالوں کے نتائج سے آگاہ کرنے والے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ اور ان پر حقائق سے آگاہ کرنے والی کتب نازل کیں تاکہ جن امور میں انہیں اختلاف ہو وہ ان کے مطابق صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں اور اختلافات کو رفع کر سکیں۔ اور یہ اختلاف بھی ان لوگوں نے پیدا کیے جن کے پاس کتب موجود تھیں اور ان میں کھلے ہوئے احکام بھی موجود تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلات انہوں نے صرف آپس کی ضد سے کیا۔ تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اللہ نے اپنی مہربانی سے اسے مومنوں پر حق کے ساتھ آشکار کردیا۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم دکھا دیتا ہے۔" (القرآن ۲: ۲۱۳)

حواشی

۱- دس ذوالحجہ

۲- البقرہ- ۲۸۵ (القرآن)

۳- سورۃ یونس، سورۃ یوسف، سورۃ ابراہیم، سورۃ محمد، سورۃ نوح وغیرہ

۴- سورۃ مریم

۵- (i) توریت، کتاب تکوین باب ۱۹: ۳۰ تا ۳۶

(ii) توریت، کتاب تکوین باب ۳۵: ۲۲

(iii) توریت، کتاب تکوین باب ۳۸: ۲۴ تا ۲۹

(iv) ۲ سموئیل باب ۱۱: ۲ تا ۵

(v) ۲ سموئیل باب ۱۳: ۱۱ تا ۱۵

(vi) ۲ سموئیل باب ۱۶: ۲۲

۶- انسائیکلوپیڈیا، برٹینکا، پندرھواں ایڈیشن ۱۹۷۹ء، ۱۰: ۱۴۵

۷۔ "سیرتِ آنحضرت بائبل کی روشنی میں" قاضی حبیب الرحمن منصور پوری ص ۴۳، ادارہ مطبوعات سلیمانی
۴۰۔بی اردو بازار لاہور
۸۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۲:۲، ۱۳: ۱۴تا۱۷
۹۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۵: ۲تا۶
۱۰۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۶: ۱۵تا ۱۶
۱۱۔ توریت، کتاب تکوین باب ۳۵تا ۴۶
۱۲۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۶: ۷تا ۱۲
۱۳۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۷: ۹تا ۱۱
۱۴۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۷: ۲۵تا ۲۶
۱۵۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۶: ۱۲
۱۶۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۶: ۱۲
۱۷۔ توریت، کتاب تکوین باب ۱۷: ۱۹
۱۸۔ توریت، کتاب تکوین باب ۲۱: ۲۲
۱۹۔ تثنیہ شرع ۲۱: ۱۲ (توریت)
۲۰۔ "سیرت آنحضرت ﷺ بائبل کی روشنی میں"۔ قاضی حبیب الرحمن منصور پوری ص ۴۳
۲۱۔ توریت، کتاب تکوین ۲۲: ۲
۲۲۔ توریت، کتاب تکوین ۲۲: ۳
۲۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے "یہودیت و مسیحت" ڈاکٹر احسان الحق رانا ص ۸۷تا ۹۱ مسلم اکادمی محمد نگر لاہور ۵
۲۴۔ توریت تثنیہ شرع ۱۸: ۱۵
۲۵۔ توریت (تکوین) ۴۹: ۱۰ (۳۳: ۲ تثنیہ شرع) مزامیر ۱: ۲تا ۳، ۹۱: ۱۳، ۱۱۷: ۲۲، اشعیا ۴: ۴
۲۶: انجیل لوقا ۲۰: ۹، انجیل متی ۲۱: ۴۳
۲۷۔ عہد نامہ جدید، رسولوں کے خطوط، اقرنیتون ۱۵: ۹، رسولوں کے اعمال ۲۶: ۹تا ۱۸
۲۸۔ القرآن سورۃ آل عمران آیات ۸۱ تا ۸۲
۲۹۔ رومیوں کے نام ۱۱: ۱ (رسولوں کے خطوط) غلاطیوں ۴: ۲۶
۳۰۔ رسولوں کے خطوط غلاطیوں ۶: ۱۵
۳۱۔ اقرنیتوں ۵۶:، رومیوں کے نام ۲: ۱۲تا ۲۹ ۳: ۲۱، ۳: ۲۸۔
۳۲۔ انجیل متی باب ۵: ۱۷تا ۱۹
۳۳۔ رسولوں کے خطوط کلیسوں کے نام ۱: ۲۶، ۲: ۸ (عہد نامہ جدید)
۳۴۔ انجیل متی باب ۲۱: ۴۳
۳۵۔ انجیل متی باب ۷: ۱۹، ۱۲: ۳۴

۳۶۔ توریت، کتاب تکوین باب ۲۵: ۹ تا ۱۱

۳۷۔ توریت، کتاب تکوین باب ۲۶: ۲۴ تا ۲۵

۳۸۔ توریت، کتاب تکوین باب ۲۸: ۸ تا ۹

۳۹۔ توریت، کتاب تکوین باب ۲۸: ۱۷ تا ۲۰

۴۰۔ توریت، کتاب عدد باب ۱۰ : ۱۲ تا ۱۳ باب ۱۳ ۳ تا ۴ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں "سیرت آنحضرت ﷺ بائبل کی روشنی" - میں قاضی حبیب الرحمن منصور پوری ص ۴۶ تا ۵۲ ادارہ مطبوعات سلیمانی ۴۰ بی اردو بازار لاہور۔

عطیہ خواجہ غریب شاہ

اصلی ہڈی جوڑ گولی

رجسٹرڈ 675

انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے تو گولی کے تین حصے کر کے روزانہ نہار منہ مکھن کے ساتھ کھائیں اور پانچ دن تک نمک سے پرہیز کریں۔ اور اگر کسی جانور کی ہڈی ٹوٹ جائے تو یہی گولی مکمل جوار، مکئی یا جو کے آٹے میں کھلائیں نمک، گندم اور چنے کے آٹے سے پرہیز کرائیں۔ نیز ہمارے ہاں بواسیر اور ہمہ قسم کے درد کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ نوٹ: مدرسہ کے لئے تعاون کی اپیل جاتی ہے۔

پتہ: صاحبزادہ قاری محمد طیب میانہ (اولاد سلطان عبدالحکیم)
مسجد حاجی بشیر احمد محلہ سلطانیہ عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال

(بقیہ از ص ۳۰)

*۔ دو سال قبل جب مرزا طاہر نے امت مسلمہ کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا تب سب سے پہلے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزند اور مجلس احرار اسلام کے قائد سید عطاء المحسن بخاری نے قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں ان کے "ایوان محمود" کے سامنے تقریر کرتے ہوئے چیلنج قبول کرتے ہوئے مرزا طاہر کو اپنے شہر ربوہ میں یا لندن میں سامنے آنے کی دعوت دی تھی مگر وہ بھگوڑا ثابت ہوا۔ حال ہی میں پھر اس نے مباہلہ ہی کا شور مچایا ہے تو مسجد احرار ربوہ کے منتظم ابن امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے فوراً چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا کہ مرزا طاہر جب چاہے اور جہاں چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے۔ تاحال مرزا سامنے نہیں آیا مرزائی ہمیشہ کذب بیانی اور تاویلات کا سہارا لے کر بھاگتے ہیں اور سامنے نہیں آتے۔ جب انگریز اور سکھوں کا پروردہ قادیانی خاندان کبھی مسلمانوں کے سامنے نہیں آیا تو ان کے ہم نوا کیسے سامنے آسکتے ہیں؟ ع ....

صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

ریلوے نظام میں قادیانیوں کا عمل دخل

سیف الرحمن قیصرانی قادیانی، ڈی ایس ریلوے ملتان ڈویژن تخریب کاری میں ملوث ہے۔

حال ہی میں خانیوال کے قریب مہر شاہ اسٹیشن پر کراچی جانے والی تیزرو کو ایک خوفناک حادثہ پیش آیا۔ جس میں حکومت کے اعلان کے مطابق ۱۲۷ افراد جاں بحق اور ۱۰۰ سے اوپر زخمی ہوئے۔ انجن سمیت کئی ڈبے تباہ ہوئے۔ حکومت کے اعلان کے مطابق تخریب کاری خارج از امکان نہیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ ملک میں ہونے والی تخریب کاری اور دہشت گردی کے پس منظر میں کون لوگ ہیں؟ انسانی جانوں سے کھیلنے والے کون ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟ دہشت گردی اور تخریب کاری کے ذریعے اس ملک کو کمزور کرنے والا کونسا طبقہ ہے؟ ہر طرف تباہی، بربادی آہ و بکا ہے۔ مگر اس خفیہ ہاتھ تک کیوں نہیں پہنچا جارہا؟

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے ضلع بھکر کے ایک مجسٹریٹ کا تبادلہ سٹی مجسٹریٹ جھنگ کی حیثیت سے جھنگ ہوگیا۔ میری ان کے ساتھ اچھی گپ شپ تھی۔ ان دنوں جھنگ میں سنی شیعہ فساد زوروں پر تھا۔ میں نے اس مجسٹریٹ سے کہا کہ فقیر کی ایک بات آپ گرہ سے باندھ لیں۔ اگر آپ نے اس پر عمل کیا تو ان شاء اللہ جھنگ میں امن کا سہرا آپ کے سر ہوگا۔ انہوں نے پوچھا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ جس شخص کو بھی تخریب کاری کرتے ہوئے پائیں اسے گرفتار کرکے اس کے عقیدے کی تحقیق کریں۔ مجسٹریٹ نے پوچھا کہ اس سے کیا ہوگا؟ میں نے کہا کہ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ تخریب کار قادیانی ہوگا۔ سٹی مجسٹریٹ نے اس پر خصوصی نگاہ رکھی۔ ایک جلوس نعرے لگاتا آرہا تھا، دو لڑکے ایک طرف سے آئے اور انہوں نے اہل جلوس کو توڑ پھوڑ کی طرف لگا کر دکانوں کو آگ لگانی شروع کردی۔ ان کو گرفتار کیا گیا۔ جب عقیدے اور رہائش کی تحقیق ہوئی تو وہ جھنگ کمبل کے ایک کارخانے میں ملازم تھے۔ اور سکھر سندھ کے باشندے تھے۔ ایک قادیانی تھا، ایک ہندو۔ اسی طرح حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ اور پانچ جید علماء اہل سنت ملوانہ موڑ جھنگ کے قریب شہید کردیئے گئے۔ ان کی گاڑی پر فائرنگ کے وقت ان کی کار کے پیچھے حمید اللہ قریشی ڈی ایس پی قادیانی کی گاڑی تھی۔ دہشت گرد فائرنگ کرکے سامنے موٹر سائیکل پر جارہے تھے مگر کیس کی تفتیش ایسے طریقہ پر ہوئی کہ ان علماء کا خون ضائع کردیا گیا۔

ایسے بہت سے واقعات ہیں جو منظر عام پر آچکے ہیں اور کچھ تفتیشی کارروائی کی پراسرار تہوں میں دب گئے ہیں۔ اور قادیانی تفتیش کا رخ غلط پھیر کر صاف بچ جاتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد قادیانیوں نے ملک میں سنی شیعہ فساد کی نیو رکھی۔ ضیاء الحق دور میں اسے دہشت گردی کی شکل دے دی گئی۔ اور اس دہشت گردی کو کبھی فرقہ وارانہ رنگ میں، کبھی لسانی گروہی رنگ میں کبھی

علاقائی اور کبھی سیاسی رنگ میں پیش کیا۔ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو ہر واقعہ کے پیچھے با[illegible] قادیانی کا ہاتھ ہے۔

اسی ضمن میں مہر شاہ ریلوے اسٹیشن کا یہ خوفناک حادثہ بھی محل نظر ہے۔ جب سے سیف الرحمن قیصرانی جو کہ قادیانی ہے۔ ملتان ڈویژن میں ریلوے کا ڈی ایس تعینات ہوا۔ اس ڈویژن نے ریلوے میں خسارہ ہی دکھایا۔ پسنجر گاڑیوں کا تو حال ہی برا ہوا۔ ایس ٹی، ریلوے گارڈ، پولیس نے لوٹ مار مچا دی۔ گاڑی میں ٹکٹ لیکر سفر کرنے والے دس فیصد افراد بہ مشکل ہوتے ہیں۔ ۲۶ نومبر ۱۹۹۶ء کو میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ میرے پاس ٹکٹ تھا۔ چند افراد اور ٹکٹ والے تھے۔ تھل پسنجر ملتان تا پشاور جانے والی جو کہ خسارہ ہونے کی وجہ سے بند ہو چکی ہے۔ پوری گاڑی میں اکثریت بغیر ٹکٹ تھی۔ جو ایس ٹی صاحب کو کرایہ سے کچھ کم رقم دے کر آرام سے سفر کر رہے تھے۔ ایس ٹی صاحب ٹکٹ والے مسافروں سے سیٹیں لے کر بغیر ٹکٹ والے کو دے رہے تھے۔ میں ایس ٹی صاحب سے اس معاملے میں تلخ ہوا۔ تو ایس ٹی صاحب کے منہ سے سچی بات نکل گئی کہ ایسے نہ کریں تو اوپر والوں کو منتھلی کیسے دیں؟ منتھلی کا چکر سیف الرحمن قادیانی ڈی ایس ریلوے ملتان کا چلایا ہوا ہے۔ خانیوال میں انہیں ڈی ایس صاحب نے ٹیکنیکل افراد کی بجائے نان ٹیکنیکل افراد کو خصوصی طور پر بھرتی کر رکھا ہے۔ خانیوال کا اسٹیشن ملتان ڈویژن میں اس وجہ سے اہم ہے کہ مال گاڑی کے اکثر ڈبے علاقہ کے لئے وہاں سے بک ہوتے ہیں۔ اسٹیشن ماسٹر جو کہ سیف الرحمن کا خاص آدمی بتایا جاتا ہے۔ وہ علاوہ کرایہ سے سو روپیہ فی ڈبہ وصول کرتا ہے۔ تقریباً پچاس ہزار روپیہ یومیہ کی آمدن ہوتی ہے۔ ایک ایک دن سو سو ڈبہ بک ہوتا ہے۔ اسٹیشن ماسٹر اور عملہ میں اس اوپر کی آمدن کی تقسیم پر تلخی ہوئی اور یہ نزلہ اس عظیم نقصان پر پڑا کہ تیز رو کی بوگیوں سے پریشر بریکر کے نظام کو اس عملہ نے ختم کر دیا۔ اخباری اطلاع سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تقریباً پانچ چھ بوگیوں کے بعد پریشر پائپ لوہے کی ہک میں پھنسا کر باقی بوگیاں ڈمی کر دی گئی تھی۔ ڈرائیور پریشر چیک کرنے پر اخباری اطلاعات کے مطابق ڈرائیور اور اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کی پریشر کے بارے میں تلخ کلامی بھی ہوئی۔ راستہ میں گارڈ بھی جب اپنی بریک لگوانے لگا تو ناکام ہوا۔ دس منٹ کے بعد خانیوال سے مہر شاہ تک یہ خوف ناک حادثہ پیش آیا۔ اب اسمیں چھوٹے عملے کو مورد الزام ٹھہرا کر معطل اور تفتیش کے چکر میں اس بہت بڑے نقصان پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔ اصل ملزم صاف بچ جائے گا۔ قادیانی جہاں کہیں بھی ہیں کلیدی آسامیوں پر ہیں۔ وہ پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور مرزا طاہر نے تو پاکستان کو کھلی جنگ کی دھمکی دی ہوئی ہے۔ وہ جنگ یہی ہے کہ پاکستان میں تفرقہ ڈالو اور نقصان پہنچاؤ۔ وہ پاکستان کے ہر مسلمان کے دشمن ہیں اور انہیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

نواز شریف صاحب کی پہلی وزارت عظمٰی کے دور میں لبنیٰ اعجاز نامی قادیانی سائنس دان عورت شمسی توانائی پلانٹ جو کہ ۸۰ کروڑ ڈالر کا تھا۔ تباہ کر کے امریکہ بھاگ گئی اس کا کچھ نہ بگاڑا جاسکا۔ اسی طرح یہ سیف الرحمن قیصرانی ڈی ایس ریلوے ملتان ڈویژن، پاکستان کو بہت بڑا نقصان پہنچا رہا ہے۔ مگر پھر بھی معصوم بنا بیٹھا ہے۔ اسکی کھلی چھٹی سے محکمہ ریلوے کے ایس ٹی حضرات اور گارڈ صاحبان سے منتھلی کے نام پر ملتان سے پشاور چلنے والی تھل پسنجر ٹرین خسارہ دکھا کر بند ہو چکی ہے۔ خسارہ کے بارے میں، میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اس کے بند ہونے سے اس لائن پر سفر کرنے والے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

قادیانی طبقہ پاکستان کے باشندوں کو مشکلات میں مبتلا کر کے بہت خوشی محسوس کرتا ہے کیونکہ اسے اسلام اور پاکستان سے دشمنی ہے۔ یہ کھاتے بھی پاکستان کا ہیں اور موقع ملتے ہی ڈنگ بھی پاکستان کو مارتے ہیں۔ اس کے ہزاروں ثبوت موجود ہیں۔ جو حکمران دیدہ دانستہ آنکھیں بند کر لے اس کا کوئی علاج نہیں۔ سیف الرحمن قیصرانی کی ایک حرکت اور منظر عام پر لا رہا ہوں۔ کوٹلہ جام ریلوے اسٹیشن سے ایک بوگی ملتان کے لئے لگتی ہے۔ غالباً ماڑی انڈس گاڑی کے ذریعے ملتان جا کر ۱۹۰ ڈاؤن سے کراچی جاتی ہے۔ اس میں ۸۷ سیٹ ہیں۔ اس کا اصل کرایہ اکانومی کا کراچی کا مبلغ ۲۴۵ روپیہ بمعہ ٹوکن ہے۔ مگر ڈیرہ اسماعیل خان سے ٹھیکیدار ریلوے ایجنسی سید چراغ شاہ مبلغ ۲۹۰ روپے حاضر ریٹ لے رہا ہے۔ برتھ کا اصل کرایہ ۲۶۰ روپے ہے۔ مگر کراچی برتھ کے لئے ۳۲۰ روپیہ وصول کیا جارہا ہے۔ عوام سے لوٹ کھسوٹ میں کوٹلہ جام کا اسٹیشن ماسٹر اور اسکا اسٹنٹ بھکر ریلوے اسٹیشن کا عملہ بمعہ اسٹیشن ماسٹر سب ملوث ہیں۔ اس لوٹ کے مال میں اکثر دفعہ ان میں کھینچا تانی بھی ہوتی ہے۔ کراچی جانے والے مسافروں کو بھی پریشان کیا جاتا ہے۔ اس پریشانی سے فائدہ اٹھا کر اکثر دفعہ گارڈ صاحب بھی ملوث ہوتے ہیں اور سواری سے ۲۰ روپیہ مزید وصول کیا جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ سیف الرحمن قیصرانی قادیان کے اشارہ پر ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس کو راضی کرنے کے لئے منتھلی دینی پڑتی ہے۔

اس سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب بندہ نے یہ معلومات اکٹھی کرنے کے لئے ملتان کندیاں سیکشن پر متعین ایک اسٹیشن ماسٹر سے رابطہ قائم کیا تو بھکر قادیانیوں کے ایک ذمہ دار کو کسی طرح علم ہوگیا۔ اس نے اس اسٹیشن ماسٹر کو بلا کر ڈی ایس ریلوے ملتان سیف الرحمن کو خبر دینے کی دھمکی دی اور کہا کہ میں اطلاع دے دونگا کہ تم ہمارے دشمن، دین محمد فریدی کو ملتے ہو۔ اسٹیشن ماسٹر جرأت کر گیا اور اس قادیانی کو کھری کھری سنادیں۔ میں موجود حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ اس ملک دشمن طبقہ سے آپ اچھی طرح آگاہ ہیں جہاں اور اچھے اقدام کر رہے ہیں وہاں ان کو آئین پاکستان کو ماننے پر مجبور کرو ورنہ ان کو آئین سے بغاوت کرنے کے جرم میں گرفتار کر کے سزا دی جائے اور کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کر کے ملک میں امن و امان کو بحال کیا جائے۔

سیدنا معاویہ پر اعتراضات کا علمی تجزیہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (قیمت -/200 روپے)

تمام ماتحت مجالس احرارِ اسلام متوجہ ہوں

احرار کارکن ملک بھر میں رکنیت سازی مہم شروع کر دیں

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی نگران کمیٹی کے ایک اجلاس منعقدہ ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک دار بنی ھاشم ملتان میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ احرار کارکن ملک بھر میں (۱۹۹۷ء، ۱۹۹۸ء کے لئے) نئی رکنیت سازی مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

رکنیت سازی مہم آئندہ تین ماہ (ذوالحجہ، محرم، صفر) جاری رہے گی۔

لھذا: تمام ماتحت مجالس آئندہ تین ماہ میں نئی رکنیت سازی اور مقامی انتخابات مکمل کر کے فوراً مرکز کو ارسال کریں۔

اس سلسلہ میں:

مرکز کی طرف سے مستقل سرکلر تمام ماتحت شاخوں کو علیحدہ ارسال کیا جارہا ہے۔

تمام عہدیداران اپنی ضرورت کے مطابق رکنیت فارم مرکز سے طلب فرمائیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری

(مرکزی نگران کمیٹی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان)

رابطہ: مرکزی دفتر مجلس احرارِ اسلام پاکستان دارِ بنی ھاشم، مہربان کالونی ملتان فون: ۰۶۱۔۵۱۱۹۶۱

(بقیہ از ص ۴۵)

* ملک بھر میں قائم زنانہ پولیس سٹیشن بند کرنے کا فیصلہ (ایک خبر)

سروس سٹیشن بند کرنے کا شکریہ

* ماں نے روتے ہوئے بچے کو چھری مار کر ہمیشہ کے لئے چپ کرا دیا۔ (ایک خبر)

غصہ اور تیزی اسی لئے حرام ہے۔

* ذاتی پریشانیاں۔ ڈی ایس پی راجہ حامد نواز نے خودکشی کر لی (ایک خبر)

غریبِ شہر تو فاقے سے مر گیا عارف
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی!

* وزراء نے داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دی، دعا کی۔ (ایک خبر)

نماز ترک کر کے داتا دربار پر حاضری مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

* صائمہ کیس میں حق کی فتح ہوئی (عاصمہ جہانگیر)

حق کی نہیں، زانی شرابی لُچوں لفنگوں کی فتح ہوئی۔

زباں میری ہے بات ان کی

* کراچی ائیر پورٹ ہوسٹل میں لیڈی ہوسٹسوں کی لڑائی، چہرے لہولہان، طاہرہ اور زلیخا کے درمیان بوائے فرینڈ کے معاملہ پر لڑائی (ایک خبر)
ہائی کورٹ سے فیصلہ کروالیں۔

* آصف زرداری سینٹر منتخب (ایک خبر)
ایک سرکاری ملازم کے خلاف انکوائری ہو تو پروموشن رک جاتی ہے۔ مگر سارا ملک ہڑپ کرنے والا سینیٹر بن گیا۔

* اظہر سہیل کی پٹائی۔ سینئیر صحافی فیصل ملک۔ اسلم خان بری۔ (ایک خبر)
"عینک والا جن" "تھنڈر کیٹ" سے بھی کمتر نکلا۔

* پولیس کے لئے پر تعیش گاڑیوں کی خریداری پر پابندی (ایک خبر)
خریداری پر پابندی ہے، چوری پر تو پابندی نہیں!

* ولی کی رضامندی کے بغیر شادی جائز ہے۔ (ہائی کورٹ)
اللہ کرے آپ کی بیٹی آپ کی رضامندی کے بغیر اپنی رضامندی سے شادی کر لے۔

* روزنامہ پاکستان کے مستقل کالم نگار ملعون "ابوالحسنین یوسف علی" نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا (ایک خبر)
کالم نگاری سے دعوائے نبوت تک! ڈھالے ہیں سیم و زر نے کمینے نئے نئے

* زرداری نے "سرے محل" اپنی محبوبہ "ثانیہ قریشی" کے لئے خریدا (ہندوستان ٹائمز)
عوام تو بے نظیر کے لئے سمجھ رہے تھے۔

* صائمہ رو پڑمی، ڈاکٹر داؤد سے ارشد، اور ارشد سے عابد سا تی تک جا پہنچی (ایک خبر)
گھر سے عورت اور بندوق سے گولی، ایک دفعہ چلی تو توبہ ہی بھلی۔

* ۱۰ مارچ سے شاہانہ شادیوں کا دور ختم مہمان صرف ٹھنڈے یا گرم مشروب استعمال کریں گے۔ (ایک خبر)
باراتی جاتے ہوئے لنچ بکس لینا نہ بھولیں!

* حکومت نہیں نظام کی تائید کرتے ہیں (شیخ رفیق)
آپ کی مراد "کھانے پینے" کا نظام ہے؟

* نواز شریف کو مدت پوری کرنی چاہیے (بے نظیر)
زرداری کو چھڑانے کے لئے خوشامد ضرور کرنی چاہیے۔

* میری اور زرداری کی باتیں خفیہ والے سنتے ہیں (بے نظیر)
آپ کی بھی خفیہ باتیں ہوتی ہیں؟

* نواز شریف نادہندگان کی جائیدادیں نیلام کر کے قرض اتاریں۔ (قاضی حسین احمد)
"کسے نے قاضی دی گل نہ سنی"
* پولیس شراب بیچتی ہے (وزیراعلیٰ کو فون پر شکایت)
تو کیا تسبیح اور مسواک بیچے گی!
* فلم "جناح" کا سکرپٹ رائٹر جمیل دہلوی یہودیوں کا لاڈلا ہے۔ اس نے ہمیشہ مسلمانوں پر کیچڑ اچھالا۔ (شہزادہ اے شیخ)
انگور کھٹے ہیں، غصہ عقل کو کھا جاتا ہے، جو بوؤ گے سو کاٹو گے۔
* قصور، لڑکیوں کو اغواء کر کے زیادتی کرنے والا گینگ گرفتار۔ پولیس کک مکا کے لئے سرگرم ہو گئی (ایک خبر)
پولیس مکا دیو، اے گینگ آپے ای کک جان گے۔
* حکومت مسائل حل نہ کر سکی تو لوگ سڑکوں پر آجائیں گے (نصر اللہ)
کون سی سڑکیں؟ آپ تو خان گڑھ کی سڑک پر بھی نہیں آتے!
* قرض اتارو ملک سنوارو کے شور میں نادہندگان غائب (سعید قاضی)
وزیراعظم قوم کی آواز کو محسوس کریں۔
* بھائی کے قتل میں خاوند ملوث ہوا تو طلاق لے لوں گی (بے نظیر)
فکر نہ کریں، وہ تو ثانیہ قریشی ہی دلوا دے گی۔
* عاصمہ جہانگیر نے ایک گھر کی عزت مٹی میں ملانے کے لئے بیرونی دنیا سے لاکھوں کمائے، مجھ سے پچاس لاکھ مانگے اور بلیک میل کیا۔ (عبدالوحید روپڑی)
غیر ملکی ایجنٹ الو غلو، گرمی لگے پکھا جھلو۔
* گلوکار ابرار الحق نے کالج ہوسٹل میں لبنیٰ بلو کو گاڑی میں بٹھایا تو لڑکوں نے پٹائی کر دی (ایک خبر)
ظفر علی خان نے سچ کہا تھا:

تہذیبِ نو کے منہ پر وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

* ملتان پولیس وحشی ہو گئی۔ بے گناہ شہری کی ٹانگوں پر رولر پھیر دیا۔ ناک میں نکیل ڈال دی۔ (ایک خبر)
حیرت ہے! حالانکہ پولیس تو صرف مقابلہ ہی کرتی ہے۔
* سیلسی، زیر حراست ملزموں کے نازک حصوں پر پولیس مرچیں اور پٹرول ڈالتی رہی (دوسری خبر)
اسی لئے پٹرول اور مرچیں مہنگی ہو گئی ہیں۔
* صدر بے نظیر حکومت پر کرپشن کا الزام ثابت نہیں کر سکے۔ (پروفیسر غفور)
آپ کا کیا مطلب ہے؟ آپ کیا کہ رہے ہیں؟ اور وہ آپ کا دھرنا کیا تھا؟

(بقیہ ص ۴۳ پر)

رپورٹ: عبداللطیف خالد چیمہ ، سید خالد مسعود گیلانی ، محمد عمر فاروق

ربوہ میں انیسویں سالانہ دو روزہ "شہداء ختم نبوت کانفرنس" کی روداد

جمہوریت سمیت تمام کفریہ نظاموں کے خلاف جنگ جاری رہے گی

انیسویں سالانہ دو روزہ شہداء ختم نبوت کانفرنس سے شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ، قائد احرار، ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، پیر جی عطاء المھیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا عزیز الرحمٰن خورشید، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، سید خالد مسعود گیلانی، قاری ظہور الرحیم، قاری عبدالرشید، حافظ کفایت اللہ، ابوسفیان تائب اور دیگر علماء کا خطاب

منکرین ختم نبوت کی ارتدادی سرگرمیوں اور اسلام کے خلاف چیرہ دستیوں کے خلاف ہندوستان میں تنظیمی سطح پر سب سے پہلے مجلس احرار اسلام نے منظم و مربوط جدوجہد کا آغاز کیا اور ۱۹۳۴ء میں قادیان میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء نے احرار کے زیر انتظام شعبۂ تبلیغ "تحریک تحفظ ختم نبوت" کے قیام کا فیصلہ کرکے جہاں برطانوی استعمار کے گماشتوں مرزائیوں کی منافقانہ چالوں کے سدباب کی مضبوط بنیاد رکھی وہاں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم بھی مہیا کیا۔ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے عہد میں ۱۹۵۳ء میں قادیانی وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ خان آنجہانی کی آشیر باد پر مرزائی پاکستان کے اقتدار پر "شب خون" مارنے لگے تو احرار نے تمام دینی جماعتوں اور مذہبی طبقات کے نمائندوں پر مشتمل "آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" تشکیل دیکر تحریک تحفظ ختم نبوت شروع کی۔ جس کے نتیجے میں لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، ملتان، سیالکوٹ اور فیصل آباد سمیت ملک بھر میں دس ہزار کے لگ بھگ فرزندان اسلام سفاک و جابر حکمرانوں کی گولیوں کا نشانہ بنے مگر ناموس رسالت ﷺ پر آنچ نہ آنے دی۔ جنرل اعظم خان، مسلمانوں کیلئے ہلاکو اور چنگیز بن کر مارشل لاء کی طاقت کے ساتھ نمودار ہوئے اور فدائین ختم نبوت کے سینے گولیوں سے چھلنی کردیئے۔ تحریک کو کچلنے کے لئے ریاستی تشدد کی انتہا ہوئی اور احرار کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ اسی تحریک کے شہداء کا خون بے گناہی رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے عہد حکومت میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔

قادیان کی طرح ربوہ میں بھی ۲۷ فروری ۱۹۷۶ء کو پیپلز پارٹی کے دور کی انتظامیہ کی تمام رکاوٹوں کے باوجود جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ نے ربوہ میں پہلے عالمی اسلامی مرکز، مسجد احرار اور جامعہ ختم نبوت کا سنگ بنیاد رکھا۔ مارچ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے شہداء کی یاد میں اسی مرکز میں ہر سال دو روزہ شہداء ختم نبوت

کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے علاوہ دیگر جماعتوں کے رہنما بھی شریک ہو کر شہداء کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اس مرتبہ یہ کانفرنس ۶، ۷ مارچ (جمعرات، جمعۃ المبارک) کو روایتی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔

نواز شریف "کفر بھگاؤ ملک بچاؤ" مہم بھی شروع کریں
تاکہ مرزائی ملک کے اقتدار پر شب خون نہ مار سکیں

جمعرات ۶ مارچ بعد از ظہر پہلے اجلاس کا آغاز ہوا۔ قاری محمد طاہر نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محمد ضیاء الحق نے سیدنا عمر فاروق کی شان میں نظم پڑھی۔ حافظ محمد شریف ناہی نے ختم نبوت کے موضوع پر اپنا کلام پیش کیا۔ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے تمہیدی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے بانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ولولہ انگیز قیادت نے انگریزوں اور ان کے ایجنٹوں قادیانیوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ ۱۹۵۲ء میں آنجہانی مرزا بشیر الدین نے پاکستان کی سلامتی داؤ پر لگانے کی ٹھانی آنجہانی مرزا غلام احمد کادیانی کی بشارت کو پورا کرنے کے لئے مناسب سمجھتے ہوئے کہا کہ ۱۹۵۲ء ہمارا ہے۔ امیر شریعت سمجھ گئے کہ یہ غداروں کا ٹولہ ملک کی قسمت سے کھیلنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ امیر شریعت نے اعلان کیا۔ "بشیر الدین سن لو! احرار زندہ ہیں تمہیں یہ کھیل نہیں کھیلنے دینگے۔ اکھنڈ بھارت کے تمہارے خواب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ۱۹۵۳ء ہمارا ہے۔ ہم غداروں کو کچل دینگے"۔ شاہ جی نے پورے پاکستان کا دورہ کیا، پوری قوم قربانی کے لئے تیار ہو گئی۔ دفعہ ۱۴۴، کرفیو، فوج، پولیس، حکومت کے تمام ہتھکنڈے ناکام ثابت ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں دس ہزار ختم نبوت کے پروانے ناموس رسالت پر جان وار گئے۔ انہی شہداء کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ آج احرار کے سرخ پوش انہیں شہداء کی یاد منانے کے لئے ربوہ میں جمع ہیں۔ مگر مرزا طاہر لندن میں چھپا بیٹھا ہے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

سید خالد مسعود گیلانی نے احرار، رفقائے احرار اور مجاہدین احرار کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت کے کے جانثار ساتھیوں میں اللہ نے تقویٰ کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ وہ دن بھر میدان عمل میں برسرپیکار رہتے اور سحر کو بارگاہ الٰہی میں جبین نیاز جھکاتے اور اس سے مدد طلب کرتے یہی وجہ ہے کہ کفار و مشرکین طاقت کے باوجود ان بے سروسامان مگر پیکر اخلاص مجاہدوں کے سامنے ڈھیر ہو جاتے۔

امیر شریعت کے جانباز ساتھیوں میں پیر طریقت حضرت سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی جو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ مجاز تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں سیالنوالی سے قافلہ لیکر سرگودھا، وہاں سے براستہ شاہین آباد بذریعہ ٹرین ربوہ پہنچنا چاہتے تھے کہ شاہین آباد اسٹیشن پر پولیس گرفتار کرنے پہنچی۔ ہتھکڑی لگا دی گئی۔ شاہ جی نے نعرہ تکبیر لگایا، لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ ہتھکڑی ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ یہ ہیں احرار جن کی راتیں مصلوں پر اللہ کو منانے میں گزر ہوتی تھیں۔ شاہ جی نے اپنا رومال دیا کہ مجھے اس سے باندھ کر لے چلو۔ ہم تو

ناناﷺ کے غلام ہیں اور غداروں کو نہیں چھوڑیں گے۔ سلانوالی سے سید فضل الرحمن شاہ صاحب احرار اور سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی نے تحریک میں روح ڈالی تھی اللہ ان بزرگوں کی قبروں کو منور کرے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے۔ (آمین)

قادیانی اپنی متعینہ اسلامی دستوری حیثیت تسلیم کرلیں تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے

مسلم امہ کے انتشار و افتراق کے پس منظر میں امریکی پالیسیاں ہیں

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے خطاب کرتے ہوئے کہا، کہ استحکام پاکستان کی نظریاتی وحدت اسلام اور ختم نبوت ہے اور اسلام کا مدار عقیدۂ ختم نبوت پر ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت نہ صرف ملت اسلامیہ کے ایمان کا بنیادی نکتہ ہے بلکہ پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالی کے دین کی تکمیل کا پیغام بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں ناموس رسالتﷺ کے مقدس نام پر مرمٹنے والے فرزندان اسلام کا خون ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم جمہوریت سمیت تمام کفریہ نظاموں کی بجائے اسلام کے عملی نفاذ کے لئے اپنی توانائیاں وقف کردیں۔ انہوں نے کہا کہ شہداء ۱۹۵۳ء کا خون اس وقت کے مسلم لیگی حکمرانوں کے ذمہ ہے اور آج مسلم لیگ پر فرض ہے کہ وہ کفارہ ادا کرے۔ جو حکمران ملک کی خیر خواہی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ وہ ملک دشمنوں اور اسلام دشمنوں سے رشتے ناطے توڑے اور مرزائیوں کے بارے میں "قانون امتناع قادیانیت" پر مؤثر عمل در آمد کرائے۔

ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے فرمایا ہم شہداء ختم نبوت کی یاد منانے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ دنیوی مقصد کے لئے نہیں بلکہ نجات کی خاطر ہے۔ ہم احرار والے محض اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ جس اللہ تعالے نے قرآن کریم میں ایمان کا معیار بتلایا ہے۔ ایمان بھی صحابہ کرامؓ کا "فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدو"۔ صحابہ کا ایمان معیاری تھا۔ اللہ تعالے ہمیں صحابہ کے نقش قدم پر چلائے (آمین)۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کسی صحابی کو کدو کا سالن کھانے کے لئے دیا گیا۔ انہوں نے جواب میں اپنی طبیعت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں۔ ابو درداءؓ نے تلوار نکال لی اور فرمایا کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو تمہاری گردن کاٹ دیتا۔ جس چیز کو حضورﷺ پسند فرمائیں تم اسے ناپسند کرو۔ صحابہ کا ایمان تو ایسا تھا۔ ہم بھی یہاں تجدید ایمان کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ آپﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا "ایمان کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو"۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہﷺ تجدید کیسے کیا کریں؟ فرمایا "لاالہ الا اللہ کثرت سے پڑھا کرو اس سے تجدید ہوتی رہتی ہے"۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی تعریف میں اشعار کہے۔ آپﷺ کی شان تو صحابہ نے بتائی ہے۔

شاہ جی نے فرمایا کہ مرنے کے بعد تین عمل جاری رہتے ہیں، کام آتے ہیں (۱) اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال (۲) وہ علم جو پھیلایا جائے (تقریر و تحریر کے ذریعے) (۳) اولاد صالح، جو مغفرت کی دعا کرے۔ ہم

شہداء کی روحانی اولاد ہیں۔ مجلس احرار اپنے اسلاف کو نہیں بھولی۔ ہم شیر کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں ہم لومڑی کا مسلک اختیار نہیں کرتے اور سیاسی گدھوں کے راستے پر نہیں چلتے بلکہ ہمارا راستہ حق کا راستہ ہے۔ بہادروں کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت دے (آمین) حضرت پیر جی مدظلہ کی دعاء کے ساتھ یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

دوسری نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی جس میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے مجلس ذکر منعقد کی۔ مسجد احرار میں موجود تمام احرار رضاکاروں، مجاہدوں اور حرکت الانصار کے جانبازوں نے شرکت کی۔ احباب اللہ کا ذکر کرتے رہے اور اس سے مدد طلب کرتے رہے۔

نواز شریف نے اپنے نعروں کا عملی نفاذ اور وعدوں کا ایفا نہ کیا تو بے نظیر سے بھی برا حشر ہوگا

"محاسبہ قادیانیت" کے مصنف اور دانشور پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ۱۹۲۶ء میں امرتسر میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مرزا بشیر الدین محمود کے درمیان خطابتی معرکہ ہوا جس میں مرزا بشیر الدین کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور وہ میدان سے دُم دبا کر بھاگ گیا۔ قادیانیت کے حوالے سے یہ خیر و شر کے درمیان تاریخی مقابلہ تھا جس کی حیثیت انفرادی تھی۔ ۱۹۳۰ء کی تحریک کشمیر میں مرزا بشیر الدین کی سازش کو احرار ہی نے ناکام بنایا اور تحریک آزادی کشمیر میں ڈوگرہ شاہی کے خلاف لازوال اور تاریخی کردار ادا کر لیا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے جماعتی حیثیت میں مرزائیت کا تعاقب شروع کیا اور دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث سب کو تحفظ ختم نبوت کی قدر مشترک پر اکٹھا کر دیا۔ آج بھی احرار اور اس کے ماتحت ادارے پوری دنیا میں اس فتنۂ ارتداد کا ہر سطح پر تعاقب کر رہے ہیں۔

امت مسلمہ کے متفقہ اور اجماعی عقائد کے خلاف کوئی پالیسی قبول نہیں

پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ برصغیر میں اولیاء کا ایک کردار ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی تنہا اٹھے مگر جب انتقال ہوا تو جنازہ میں لاکھوں مریدین تھے جو ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ہر دور میں ایک طبقہ میدان عمل میں اسلامی اقدار کے تحفظ کا امین رہا ہے اور ہر سازش کا مقابلہ کیا ہے۔ اکبر کے دور میں سازش ہوئی تو مجدد الف ثانی نے مقابلہ کیا۔ فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف انگریز سامراج کی سازش ہے۔ اس کا مقابلہ احرار نے کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بغیر ایمان بچ نہیں سکتا۔ پاکستان کے دستور میں تشریح ضروری تھی۔ احرار نے قربانیاں دیں۔ ۱۹۵۳ء کے شہداء کی قربانیاں رنگ لائیں۔ ۱۹۷۴ء میں آئینی ترمیم ہوئی اور ختم نبوت کے منکر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ صدر، وزیر اعظم اور دیگر وزراء و ممبران اب عقیدۂ ختم نبوت کا حلف دیتے ہیں۔ دستور میں مسلمان کی تشریح موجود ہے۔ من حیث الجماعت مجلس احرار اسلام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔

مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے کہا کہ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد قادیانی جماعت نے مسلم لیگ کے اندر گھس کر اس کو اپنے دام فریب میں پھنسالیا اور اسرائیل کی طرز پر پاکستان میں قادیانی ریاست کے خواب دیکھنے لگے۔ اس وقت ہمارے اکابر نے جرأت کے ساتھ ان کو ناکام کیا۔ ورنہ آج پورا ملک کفر و ارتداد کی مکمل گرفت میں ہوتا۔ جمعرات کو عشاء کے بعد ہونے والی نشست کی صدارت حاجی ابو سفیان تائب نے کی۔ مولانا ضیاء الدین آزاد، محمد شریف ماہی، حافظ محمد اکرم، حافظ کفایت اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے واقعات کے پس منظر میں قادیانی اور یہودی لابیاں سرگرم ہیں۔ شیعہ سنی فسادات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہوں تو قادیانی سازش عیاں ہوجائیگی۔ مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قادیانی اسلام کے غدار ہیں۔ اس فتنۂ ارتداد کے خلاف خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کا سلوک قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ سید خالد مسعود گیلانی نے کہا کہ نگران حکومت اور گورنر پنجاب نے قادیانیوں کو احمدی لکھنے کا نوٹیفکیشن واپس نہ لے کر رو ائتی بد عہدی کا بد ترین ثبوت دیا ہے لہذا نئی حکومت فی الفور سابقہ فیصلہ واپس لے۔

قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے
اور قانونِ امتناع قادیانیت پر مؤثر عمل در آمد کرایا جائے

نماز فجر کے بعد مولانا محمد اسحٰق سلیمی صاحب نے درس قرآن دیا۔ آپ نے حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، مناقب و کمالات عیسیٰ اور عصمت حضرت مریم و نزول عیسیٰ کے عنوان پر بڑی جامع اور پر مغز گفتگو فرمائی۔

۱۰ بجے صبح چوتھی نشست کا آغاز اللہ دتہ اور محمد شہباز متعلمین مسجد احرار ربوہ کی تلاوت سے ہوا۔ حافظ محمد اکرم (میراں پور) حسین اختر (ملتان)، حافظ شریف ماہی اور محمد ضیاء الحق نے نعتیں پڑھیں۔ مدرسہ معمورہ شاہ جمال کے مدرس مولانا عبدالرزاق نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام جس راستہ پر گامزن ہے وہ اللہ کا پسندیدہ راستہ ہے۔ کفر کے مقابلہ میں حق پر ڈٹ جانا یہ اللہ کا انعام ہے۔ جن سے اللہ راضی ہوتے ہیں ان پر انعام و اکرام ہوتا ہے۔ الحمدللہ ہمیں احرار سے نسبت ہے یہی ہمارا فخر ہے۔

قادیانیوں کو مسلمانوں اور پاکستان پر مسلط کرنے کی سازشیں ہورہی ہیں

حرکتہ الانصار کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا قاسم نے کہا کہ ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کو مجلس احرار نے شروع کیا۔ حرکت الانصار اسی تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سرگرم عمل ہے اور پوری دنیا کے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کے لئے عملی جہاد کر رہی ہے۔

مجلس احرار اسلام حاصل پور کے صدر تیسری نشست کی صدارت جناب ابو سفیان تائب نے کی۔ قاری محمد طاہر نے تلاوت کی۔ اور محمد ضیاء الحق، حافظ محمد شریف ماہی نے بارگاہ رسالت، آپ ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ مجلس احرار اسلام حاصل پور کے رہنما حافظ کفایت اللہ نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے ہیں

اور بہترین امت ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت احرار کا مشن ہے۔ ہم مال و زر کے بندے نہیں ۔ ہم ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں ۔ دین کے کام سے بے بہرہ اور دنیا میں مست لوگ حقیقت کو بھول چکے ہیں۔ احرار کی جدوجہد دین کے نفاذ و استحکام کی جدوجہد ہے۔

مولانا عبدالواحد (بستی ڈاور) نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ورفعنالک ذکرک۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو سب نبیوں کا سردار بنایا۔ ایمان والوں کے لئے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے میں ہی نجات ہے۔ بدبخت ہے وہ شخص جو آپ ﷺ کے بعد کسی کذاب کو نبی مانے۔ "مرزا غلام احمد قادیانی کشتئ نوح صفحہ ۱۸ پر لکھتا ہے کہ مجھے ۲ برس تک حیض آتا رہا۔ صفحہ ۶۸، ۶۹ پر لکھتا ہے کہ مجھے حمل ہوا۔ میں نے زور لگایا اور میں سے میں پیدا ہوا۔ کتاب البریہ صفحہ ۱۰۱ میں ہے، میں خود خدا ہوں ۔ مجھے یقین آگیا کہ واقعی میں خدا ہوں ۔ صفحہ ۱۰۳ پر ہے پھر میں نے زمین و آسمان کو دیکھا وہ نامکمل تھے۔ میں نے انہیں مکمل کیا۔ انسان کو بھی میں نے بنایا۔ (البشریٰ) اللہ نے مجھ سے کہا کہ اے میرے بیٹے میری بات سن"۔ مرزا جیسے شرابی زانی شخص کو نبی مان کر مرزائی اپنی آخرت خراب کرتے ہیں ۔ اے کاش کہ حقیقت کو سمجھ کر یہ لوگ اپنی آخرت سنوار لیں۔

مولانا ضیاء الدین آزاد نے جانباز مرزا مرحوم کی انقلابی نظم سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔

خون احرار سے جلتا ہے محمد کا چراغ
کفر سے پوچھ واقف قرآن ہیں ہم

جس طرح قادیان میں امیر شریعت نے احرار کانفرنس منعقد کی۔ انگریز سے ٹکر لی اور مسجد و مدرسہ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی۔ احرار کا مرکز قائم کیا۔ اسی طرح امیر شریعت کے بیٹوں نے اس کفر گڑھ ربوہ میں وہی نقشہ پیش کیا اور یہ عظیم الشان مرکز قائم کیا۔ باغیان ختم نبوت کی سرکوبی احرار کا خاصہ ہے۔ مرزا بشیر الدین نے کہا تھا کہ احرار کہاں رہیں ؟ آج ہم پوچھتے ہیں کہ مرزائیو تمہارا گرو کہاں ہے؟ احرار کی للکار تو ربوہ میں سنائی دے رہی ہے۔ سکندر مرزا نے کہا تھا کہ احرار غدار ہیں ، شیخ حسام الدین نے فرمایا تھا کہ احرار غدار ہیں یا وفادار یہ تو وقت بتائے گا۔ مگر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تم غدار، ابن غدار، ابن غدار ہو۔ آج احرار کے سرخ پرچم ربوہ میں لہرا رہے ہیں۔ میں اللہ کا شکر بجالاتا ہوں کہ مجھے احرار کے سٹیج سے شہداء ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرنے کا موقع ملا۔ میں نسبی احراری ہوں ۔ احرار کارکن مخلص ہیں ۔ تاریخ ایسے مخلص لوگ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مرزائی غدار ہیں ۔ وہ ملک کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں ۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ناپاک عزائم کے لئے مسلم لیگ کی چھتری استعمال کی ہے۔

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ مرزائیوں کے علاوہ بہائی اور ذکری فتنے بھی دراصل انکار ختم نبوت کی ہی پیداوار ہیں۔ ان کا تعاقب بھی ہماری اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے ۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کے خلاف ہماری جدوجہد علامہ محمد انور شاہ کشمیری ، پیر سید مہر علی شاہ ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ثناء اللہ

امرتسری جیسے اکابر امت کی تاریخ ساز محنت کی مرہون منت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ، مغربی ممالک، ایمنسٹی انٹر نیشنل اور انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی تنظیمیں قادیانی گروہ اور ہر اسلام دشمن لابی کو سپانسر کر کے ہمارے مذہبی و اندرونی معاملات میں جارحانہ مداخلت کر رہے ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی پارلیمنٹ کا فیصلہ اور ۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت آرڈیننس ان طاقتوں کے حلق مین ہڈی بنکر پھنسا ہوا ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ مسلم لیگ کو جو ہیںنڈیٹ جیسے بھی ملا یہ اس وجہ سے بھی ملا کہ نواز شریف نے کشکول توڑنے، آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور امریکی پنجے سے نجات کا نعرہ لگایا۔ اب اگر ان نعروں کی عملی تعبیر سامنے نہ آئی۔ تو نواز شریف کا حشر بے نظیر سے بھی بد تر ہو گا۔

مولانا زاہد الراشدی نے ختم نبوت کے پہلے شہید حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ کے صحابی حضرت حبیب بن زید جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے لشکر کے ہتھے چڑھ گئے۔ مسیلمہ نے پوچھا کہ تم محمد ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتے ہو؟ صحابی نے جواب دیا کہ ہاں ۔ پھر اس نے پوچھا کہ میری

ماضی میں سروں پر کفن باندھ کر ناموس رسالت کا تحفظ کیا، اب بھی ہر سطح پر مقابلہ کریں گے

نبوت کی گواہی دیتے ہو؟ حبیب بن زید نے فرمایا کہ میرے کان اس بات کو سن نہیں سکتے۔ مسیلمہ نے ان کا ایک بازو کاٹ دیا۔ پھر پوچھا میری نبوت کی گواہی دیتے ہو؟ صحابی نے پھر وہی جواب دیا۔ اس نے دوسرا بازو کاٹ دیا۔ پھر پوچھا، پھر صحابی نے وہی کہا۔ حتیٰ کہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ صحابی نے جان دیدی مگر محمد عربی ﷺ کی ختم رسالت پر آنچ نہیں آنے دی۔ اسی طرح ختم نبوت کے پہلے غازی حضرت فیروز دیلمی کا واقعہ بیان فرمایا کہ یمن پر جھوٹے نبی اسود عنسی نے قبضہ کیا۔ صحابہ کرامؓ کو شکست ہوئی۔ صحابہ شہید بھی ہوئے۔ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اس کا کام کون تمام کرے گا۔ حضرت فیروز دیلمی اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اجازت طلب کی اور یمن پہنچے۔ رات کو محل کا محاصرہ کیا اندر داخل ہوئے، کذاب کو قتل کیا اور محل پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ کذاب کو واصل جہنم کر دیا ہے۔ لوگ پھر سے مسلمان ہوئے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتلایا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو مجلس میں مبارک دی۔ فیروز کامیاب ہو گیا۔ اسود عنسی واصل جہنم ہو گیا۔ حضرت فیروز دیلمی جب فاتح بن کر مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی۔ صحابہ نے بتایا کہ اے فیروز آں حضرت ﷺ نے ہمیں تمہاری فتح کی خوشخبری سنا دی تھی۔

۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم قادیانیوں اور سیکولر سیاست دانوں کے حلق میں ہڈی بن کر پھنسی ہوئی ہے

۷ مارچ (جمعہ) کو مختلف نشستوں میں مولانا عزیز الرحمٰن خورشید، مولانا عبد الرزاق، مولانا مشتاق احمد، مولانا احمد یار جاریاری، مولانا فیض الرحمٰن فیضی، حسین اختر اور مولانا محمود الحسن نے بھی خطاب کیا۔

مولانا مشتاق احمد صاحب (چنیوٹ) نے احرار کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انگریز اور مرزائی دشمنی میں احرار سب سے آگے ہیں۔ احرار نے خطباء اور مقررین کی جماعت تیار کی۔ دینی غیرت کا جذبہ پیدا کیا۔ "لا تتحدو

لیہود و النصاریٰ اولیاء" کا سبق لوگوں کو سکھایا۔ دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔ دوستی اور دشمنی اور محبت کی پہچان بھی ہمیں احرار نے کرائی۔ آپ غور کریں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مسلمان معصوم بچہ جسکے ماں باپ مجھے نہیں مانتے اس کا جنازہ بھی نہ پڑھو۔ جس طرح ہندو یا سکھ، عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔ سر ظفر اللہ خان آنجہانی نے مسٹر محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ ہم مسلم لیگ والوں کو کہتے ہیں دینی غیرت پیدا کرو، جماعتی غیرت کو بیدار کرو اور مرزائیوں کے بارے نرم گوشہ اختیار نہ کرو۔

مولانا احمد یار چار یاری نے کہا کہ حضور ﷺ تخلیق میں اول اور بعثت میں آخر میں ہیں۔ ہر نبی نے حضرت محمد ﷺ کی آمد کی بشارت دی اور آپ سب سے آخر میں آئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے آسمان پر زندہ اٹھایا اور حضرت عیسیٰ آخر زمانہ میں نازل ہونگے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرینگے۔

امریکہ اور مغربی ممالک اسلام دشمن لابی کو سپانسر کر کے ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں

سید خالد مسعود گیلانی نے کہا کہ احرار کا ایک کردار ہے۔ احرار نے طوفانوں کا رخ موڑا۔ احرار نے مجاہد تیار کیئے مجاور نہیں۔ ہم نے کبھی سیاسی مفادات کے لئے سودے بازی نہیں کی۔ حق اور اہل حق کو کبھی بدنام نہیں کیا۔ ہم نے دینی وقار پر جماعتی وقار کی قربانی دی ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مجلس احرار اسلام سرخ پرچم لئے ربوہ میں دشمن کا سینہ چیر کر ختم نبوت کا علم بلند کیے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے سیاست دانو! اللہ کے لئے اپنی آخرت کا فکر کرو، محمد عربی ﷺ کے غدار نہ تمہارے وفا ہیں اور نہ ہی ملک کے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں محمد ﷺ کی غلامی

دہشت گردی اور سنی شیعہ فسادات میں قادیانی ملوث ہیں

کا فر عطا فرمائے۔ (آمین) آئیے احرار کے پرچم تلے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا عہد کریں۔

مولانا محمد مغیرہ خطیب مسجد احرار ربوہ نے کہا کہ حضرت امام مہدی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے آنا ہے۔ حدیث میں اسکی وضاحت موجود ہے مگر مرزا کادیانی مہدی کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ مہدی کا نام "محمد" ہوگا۔ ماں کا نام "آمنہ" ہوگا۔ والد کا نام "عبداللہ" ہوگا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا علیؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہونگے۔ مدینہ میں پیدا ہوں گے۔ مکہ میں لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرینگے مگر مرزائیوں سے پوچھئے کہ مرزا صاحب کی کوئی بات ان سے ملتی ہے۔ مرزا اپنے کذاب میں کتنا ڈھیٹ ہے۔ مرزائیو! شرم کرو اور حق کو پہچانو۔

مولانا عزیز الرحمن خورشید نے اکابر احرار کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے پیچھے کوئی سیاسی ہاتھ نہیں تھا۔ ۵۳ء میں اقتدار مسلم لیگ کا تھا۔ لاہور کے گلی کوچوں کو خون شہداء سے رنگین کس نے کیا؟ شہداء کا خون رنگ لایا۔ لیکن ابھی بہت سا کام باقی ہے۔ ہمیں باہم متحد ہو کر فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کرنا ہوگی۔

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان امریکہ کی بدمعاشی سے تنگ آچکے ہیں۔ مسلم امہ کے انتشار و افتراق کے پس منظر میں امریکی پالیسیاں کام کر رہی ہیں۔ ۱۹۷۴ء سے اب تک قادیانی جماعت اور مرزا طاہر دستور اور پارلیمنٹ کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر کے علانیہ بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ فرقہ واریت اور طبقہ واریت کا ناسور ہمیں کمزور کر رہا ہے۔ تمام اسلام دشمن تحریکوں اور فتنوں کا مقابلہ دینی جماعتوں کے اتحاد سے ہی ممکن ہے۔

نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جنرل اعظم خان اور دولتانہ قیامت کے روز مجرم بن کر پیش ہونگے۔ شہداء قصاص کا مطالبہ کرینگے۔ یہ مجرم بچ نہیں سکیں گے۔ یہ مجلس احرار اسلام کا تاریخی کارنامہ ہے کہ ۱۹۵۳ء میں تمام جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ ۶ سالہ بچے سے لیکر ۸۰ سالہ بوڑھے تک اپنی جانیں وار گئے۔ اسی خون کی لہریں ہمیں مضطرب کیے ہوئے ہیں۔ شہداء کی قربانیوں کو بھولنے والے غیرت سے محروم ہوتے ہیں۔ الحمد للہ ہم شہداء ختم نبوت کے خون کے وارث اور ان کے مشن کے امین ہیں۔ قافلۂ احرار کے تمام اکابر حق کے پرستار، حق کے امین اور جادۂ حق کے راہی تھے۔ ہم اور آپ، سب اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں۔ جن ظالموں نے تحریک تحفظ ختم نبوت میں مظلوم مسلمانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کر کے انہیں شہید کیا۔ وہ آج کرب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ تاریخ انہیں ملعون اور اسلام کے غدار جیسے القاب سے یاد کرتی ہے اور جو ظالم مر گئے وہ جہنم کے آخری طبقہ میں جل رہے ہیں۔ کہاں ہیں احرار سے ٹکرانے والے؟ آج نہ دولتانہ ہے اور نہ خواجہ نظام الدین اور نہ ہی جنرل اعظم خان وہ جہنم میں جل رہے ہیں۔ مگر شہیدان ختم نبوت زندہ جاوید ہیں۔ وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے قرب میں ہیں۔

شہید عشق محمد کا احترام کرو
کہ اس سے برزخ و محشر میں احتساب نہیں

مسلم لیگ کے دامن پر دس ہزار شہیدوں کا مقدس خون ہے۔ آج پھر مسلم لیگ حکمران ہے۔ موجودہ لیگی حکمران اپنے کردار سے سابقہ بداعمالیوں کا ازالہ کریں۔ اے علمائے امت! یہ نظام جمہوریت تمہاری قتل گاہ ہے۔ جمہوریت نے پاکستان میں دینی جنگ تباہ کر دی ہے۔ دینی کردار تباہ کر دیا ہے۔ اس نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ ہمارے آئیڈیل محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ صحابہ کرام ہیں۔ ہم حکومت سے کہتے ہیں۔ "نگرانوں" نے جو سازش کی ہے اس کو درست کرو۔ مرزائی احمدی نہیں غیر مسلم اقلیت ہیں۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم ایسی رواداری کے قائل نہیں جس سے عقیدۂ ختم نبوت پر آنچ آئے۔ وہ رواداری نہیں بے غیرتی ہے۔ تم مساجد مسمار کردو، ہمیں قتل کر ڈالو، ہمارے چیتھڑے اڑا دو مگر ہم اپنے شہداء کے قاتلوں سے سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ مسلم لیگیو! کفارہ ادا کرو، دس ہزار شہداء کا خون تمہارے ذمہ ہے۔ شہدائے ۵۳ء کے وارثوں سے معافی مانگو۔ ورنہ تمہارا حشر بھی آخرت میں دین کے غداروں کے ساتھ ہوگا۔ نماز جمعۃ المبارک کے بعد اس کانفرنس کی آخری نشست

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ اور (خانقاہ سراجیہ، کندیاں) کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مجلس احرار کے رہنما اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نصف صدی سے دھوکے اور فراڈ کے ساتھ عالمی استعمار کے ایجنٹ قادیانی گروہ کو مسلمانوں اور پاکستان پر مسلط کرنے کی گھناؤنی سازش ہورہی ہے لیکن دینی جماعتوں نے اس کے مقابل صف آرا ہو کر مکمل اتحاد و یکجہتی کے ساتھ ایک مضبوط فصیل قائم کر دی ہے۔ مجلس احرار اسلام نے اس سازش کو ماضی میں بھی ناکام کیا اور آئندہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آئین اور ریاست کے خلاف بغاوت کے جرم میں مرزا طاہر کے خلاف سپریم کورٹ میں ریفرنس بھیجا جائے۔

کانفرنس کے آخری مقرر، مہمان خصوصی، مجلس احرار اسلام کے قائد اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری سٹیج پر تشریف لائے تو فدایان ختم نبوت نے بھرپور نعروں سے ان کا خیر مقدم کیا۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ قادیانی اپنی معینہ اسلامی و دستوری حیثیت کو تسلیم کرلیں تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے۔ حکمران قادیانیوں کی باغیانہ سرگرمیوں کا نوٹس لیں۔ امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ متفقہ عقائد کے خلاف کوئی پالیسی قبول نہیں کی جائے گی۔ ہم تمام کفریہ نظاموں کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھیں گے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ نواز شریف کی "قرض اتارو ملک سنوارو" مہم قابل مبارک ہے۔ اللہ پاک نواز شریف کو اس میں کامیاب کرے۔ قرضے کی سیاہی اترے اور ملک کا چہرہ اجلا ہو۔ نواز شریف کو چاہیئے کہ قرض اتارنے کے ساتھ ساتھ "کفر بھگاؤ" "ملک بچاؤ" مہم کا آغاز بھی کریں تا کہ پاکستانی اقلیتیں اور مرزائی اپنے دائرے میں رہ کر کام کریں اور مرتد مرزائی پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کا جمہوری پروگرام نہ بناسکیں۔ مرزائی پاکستان کے اہم حساس اداروں میں اہم مناصب پر ہیں اور ان دنوں اوٹ پٹانگ خواب دیکھ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں مرزا طاہر کو دکھ گیا ایک خواب بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کہ "عنقریب پاکستان میں ہمیں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوگی"۔ اس خواب کا وہی مطلب ہے جو آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ "۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے گا اور بلوچستان احمدیت کی آغوش میں ہوگا"۔ تب بھی سویلین اور فوجی محکموں میں ان کی قوت و طاقت تھی جو انہیں ایسے خواب دکھاتی تھی۔ آج بھی حالات ایسے ہی ہیں بلکہ اس سے زیادہ خطرناک ہیں لیکن جب تک احرار زندہ ہیں، یہ نہ ہوسکے گا۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ ہمارے حکمران امریکی دریوزہ گری میں ذلت کی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں۔ نواز شریف اپنے نعروں اور وعدوں میں مخلص ہیں۔ تو قوم میں دینی و قومی غیرت پیدا کریں اور سود کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیل کو بلاتاخیر واپس لیں تو ملک میں خوشحالی اور قوم میں خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود احرار کارکن دین کی جنگ لڑ رہے ہیں اور انسانی اور طاغوتی نظاموں کی بجائے الہامی نظام حیات، اسلام کے عملی نفاذ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کررکھی ہیں۔ کامیابی و ناکامی کا معیار کافرانہ جمہوریت کے ذریعے اقتدار تک پہنچنا نہیں بلکہ اقامت دین کے لئے استقامت کے ساتھ زندگی کھپادینا اصل کامیابی ہے۔

کانفرنس مولانا خواجہ خان محمد کی طویل دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ علاوہ ازیں سینئر جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ۔ سید محمد ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ اور نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ نے کانفرنس کے شرکاء کے نام اپنے

پیغامات میں کہا ہے کہ تمام مسلمان ملکر ختم نبوت کے مشن کے لئے نکل کھڑے ہوں ۔ انہوں نے کہا کہ رد قادیانیت کے سلسلہ میں مجلس احرار کی خدمات ہماری دینی و قومی تاریخ کا سنہری باب ہیں جنھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

قراردیں

کانفرنس میں حسب ذیل قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔

۱۔ پاکستان میں اسلامی نظام کا بلاتاخیر نفاذ کیا جائے۔

۲۔ ملکی نظام تعلیم کو دینی و قومی بنیادوں پر اس طرح مرتب کیا جائے کہ نئی نسل، دینی، علمی، ادبی اور فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی قدروں سے بھی روشناس ہوسکے۔

۳۔ ملک میں امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنایا جائے۔ شہریوں کے جان و مال اور املاک کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔

۴۔ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تخریبی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے

۵۔ قادیانیوں کو تمام اہم اور کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے اور قادیانیوں کو ان کے تناسب سے ملازمتیں دی جائیں۔

۶۔ حکومت قادیانیوں کی اندرون و بیرون ملک مشکوک سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ سطح پر کمیشن قائم کرے۔

۷۔ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۸۔ قادیانیوں کی تمام رضاکار اور عسکری تنظیموں، فرقان فورس، خدام الاحمدیہ اور انجمن احمدیہ کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور ان کے مراکز کی تلاشی لے کر ان کے اسلحہ کے ذخائر ضبط کئے جائیں۔

۹۔ ربوہ کی وسیع سرکاری زمین جو مسلمانوں کی حق تلفی کرتے ہوئے برائے نام قیمت پر قادیانیوں کو بطور گرانٹ لیز پر دی گئی تھی۔ اسے واپس لیا جائے یا پھر اس کی مناسب قیمت وصول کر کے سرکاری خزانے میں داخل کی جائے۔

۱۰۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مؤثر و مکمل عمل درآمد کرایا جائے۔

۱۱۔ ۱۲ جنوری ۱۹۹۷ء کو ربوہ کے مسلمان طلباء کے پرامن جلوس پر حملہ کرنے والے قادیانیوں اور ان کے سرپرست کرنل ایاز اور میجر سعدی کو گرفتار کر کے واقعہ کے ذمہ دار افراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

۱۲۔ گورنمنٹ انٹر کالج آف کامرس چنیوٹ میں قادیانی پرنسپل ظہیر الدین بابر کو مرزائیت کی تبلیغ کے جرم میں فی الفور ٹرانسفر کیا جائے۔

۱۳۔ ربوہ میں سرکاری ہسپتال قائم کیا جائے۔ تاکہ ربوہ کے مسلمان علاج معالجہ کی سہولیات سے فائدہ اٹھاسکیں۔

۱۴۔ محکمہ تعلیم سمیت ربوہ کے تمام سرکاری اداروں سے قادیانیوں کو ٹرانسفر کیا جائے تاکہ ربوہ میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہوسکے۔

شہداء ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں

کانفرنس کا آغاز ۶ مارچ جمعرات کو بعد نماز ظہر ہونا تھا مگر احرار قافلے ۵ مارچ ، بدھ کو ہی ربوہ پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔

قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری، حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی ، عبداللطیف خالد چیمہ ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، سید مرتضےٰ بخاری، سید خالد مسعود گیلانی ، قاری محمد سالک اور حافظ ممتد علی اور آنے والے قافلوں کا استقبال کر رہے تھے۔

کانفرنس کو ہر اعتبار سے کامیاب بنانے کے لئے اس مرتبہ خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔

پندرہ روز قبل ربوہ میں ہونے ایک تنظیمی اجلاس میں تمام امور طے کئے گئے اور مختلف امور کی انجام دہی کے لئے گیارہ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام مسجد احرار ربوہ میں دو روزہ ۱۹ ویں سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ پیپلز پارٹی کے پہلے دور اقتدار میں اسی مقام پر ۲۷ فروری ۱۹۷۶ء کو ربوہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے انتظامیہ کی بھاری رکاٹوں کے باوجود نماز جمعہ ادا کی تھی اور مسجد احرار ربوہ کی بنیاد رکھی گئی تھی جبکہ قائدین احرار مولانا سید ابوذر بخاری مرحوم اور سید عطاء المحسن بخاری کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔

☆ ربوہ لاری اڈہ سے مسجد احرار ربوہ تک احرار کے سرخ ہلالی پرچم جگہ جگہ لہرا رہے تھے۔

ملک کے اکناف و اطراف سے فرزندان توحید و فرزندان ختم نبوت کے قافلے بسوں، کاروں ، سوزوکیوں،

کاروں اور ٹرینوں کے ذریعے ۵ مارچ سے ہی پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔

☆ کانفرنس کے شرکاء احرار کی مخصوص وردی سرخ قمیض اور سفید شلوار میں ملبوس تھے۔

☆ کانفرنس میں شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے تذکرہ پر بارہا سامعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔

احرار قافلے جب ربوہ میں داخل ہور ہے تھے۔ ان کے ایمان افروز نعروں سے سرزمین ربوہ لرز رہی تھی اور قادیانیوں کے دل دہل رہے تھے۔

☆ کانفرنس کی سیکورٹی کے انتظامات مجلس احرار اسلام کے گارڈز کے علاوہ معروف جہادی تنظیم "حرکت الانصار" کے مسلح دستوں نے سنبھال رکھے تھے۔ حرکت الانصار کے مرکزی ناظم عمومی مولانا اللہ وسایا قاسم وقفے وقفے سے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیتے رہے۔

☆ کانفرنس میں وقفہ وقفہ سے نعرہ ہائے تکبیر ، ختم نبوت زندہ باد، شہیدان ختم نبوت زندہ باد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد، مجلس احرار اسلام زندہ باد ، حکومت الٰہیہ زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے سٹیج سے لگوائے جاتے رہے۔

☆ ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم نے قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی

دعوت مباہلہ کی قبول کرنے کا اعادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مرزا طاہر کے ساتھ اندرون و بیرون ملک مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

☆ شرکاء کانفرنس نے اپنے سینوں پر ختم نبوت زندہ باد اور مجلس احرار اسلام زندہ باد کے بیج اور سٹکرز آویزاں کر رکھے تھے۔

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے فرزند قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری نے قادیانیوں کو لٹی ہوئی متاع قرار دیا۔ سید عطاء المحسن بخاری کی پرجوش تقریر نے حضرت امیر شریعت کی شعلہ آفریں خطابت کی یاد تازہ کر دی۔

☆ کانفرنس کی آخری نشستوں کی صدارت کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتھم (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) نے کی اور انہی کی طویل رقت آمیز دعاء کے بعد کانفرنس اختتام پذیر ہوئی اور تمام احرار قافلے عصر کی نماز کے بعد پرامن انداز میں واپس گھروں کو روانہ ہوگئے۔

انتظامی کمیٹیاں

اس مرتبہ کانفرنس کے جملہ انتظامات بہتر بنانے کیلئے اور مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ کمیٹیوں کے ارکان کی شبانہ روز محنت سے کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) عمومی نگرانی

حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ

(۲) استقبالیہ و کینٹین ٹوکن

نگران:۔ سید مرتضیٰ بخاری دیگر ارکان:۔ محمد طاہر، عزیز احمد، محمد اشرف

(۳) نماز — مولانا کریم اللہ

(۴) سٹیج کمیٹی — سید خالد مسعود گیلانی، قاری محمد یوسف احرار

(۵) پریس رابطہ — عبداللطیف خالد چیمہ، محمد عمر فاروق

(۶) سپیکر و بجلی وغیرہ — حافظ محمد ارشاد، محمد انور، سلطان احمد، لیاقت

(۷) پہرہ — قاری محمد سالک، حافظ عبدالعزیز

(۸) مطبخ — ظفر عباس، قمر عباس، احمد علی، محمد صفدر

(۹) کینٹین نگران:۔ صوفی محمد علی احرار (چنیوٹ)

معاونین: چودھری محمد اکرام، محمد زبیر و دیگر ارکان جماعت چنیوٹ

(۱۰) چندہ وصولی — مولانا فقیر اللہ، احمد معاویہ

(۱۱) ریزرو فورس — حافظ مشتاق احمد، صوفی عبدالشکور

ملکی اخبارات میں شہداء ختم نبوت کانفرنس کی کوریج

شہداء ختم نبوت کانفرنس ربوہ کی کارروائی کو ملک بھر کے اخبارات نے نہایت اہمیت دی ہے۔ کانفرنس کی رپورٹنگ کے لئے جماعت کی طرف سے قائم کردہ کمیٹی کے ارکان جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور جناب محمد عمر فاروق نے نہایت محنت اور یکسوئی کے ساتھ رپورٹ اور خبریں تیار کیں، پھر ملک بھر کے اخبارات کو پوری ذمہ داری کے ساتھ ارسال کیں۔ قومی اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ صفحۂ اوّل پر انہیں شائع کیا۔ علاوہ ازیں علاقائی اخبارات نے بھی نہایت اہمیت کے ساتھ خبریں شائع کیں۔

روزنامہ جنگ لاہور، راولپنڈی، کوئٹہ، کراچی اور لندن نے بھرپور کوریج دی۔ اسی طرح نوائے وقت لاہور، پنڈی، کراچی اور ملتان، روزنامہ پاکستان اور خبریں کے تمام ایڈیشنوں اور کوئٹہ کے مقامی اخبارات روزنامہ کوہستان انٹرنیشنل، روزنامہ زمانہ نے بھی کانفرنس کی خبروں کو اہمیت دی۔ روزنامہ جنگ کراچی نے اپنی ۲۰ مارچ کی اشاعت میں مستقل روداد شائع کی جو تین کالموں پر مشتمل تھی۔ اسی طرح ہفت روزہ زندگی لاہور نے اپنی ۳۰ مارچ کی اشاعت میں دو صفحات پر مشتمل کانفرنس کی مکمل روداد شائع کی۔

مجلس احرار اسلام کے تمام رہنماء اور کارکن قومی اخبارات و جرائد کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے کانفرنس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے بھرپور تعاون کیا اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں اپنا کردار ادا کیا۔

علاوہ ازیں جناب عبداللطیف خالد چیمہ، جناب محمد عمر فاروق، جناب سید خالد مسعود گیلانی اور سید محمد کفیل بخاری مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کانفرنس کی اخباری تشہیر اور نشرواشاعت میں اپنی توانائیاں صرف کیں اور احرار کے پیغام کو دنیا بھر میں پہنچانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لائے (ادارہ)

مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ

دارالکفر والارتداد ربوہ میں مسلمانوں کا عظیم تعلیمی و تبلیغی مرکز

ڈیڑھ سو سے زائد طلباء و طالبات قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بخاری پبلک سکول میں پرائمری تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ بچاس سے زائد طلباء رہائش پذیر ہیں۔ مدرسہ کی توسیع کے لئے مزید دو کنال زمین کی خرید اشد ضروری ہے۔ درسگاہوں اور مسجد اور مسجد کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اپنے عطیات، زکواۃ و صدقات اس کارِ خیر میں دے کر اجر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے:-

سید عطاء المہیمن بخاری، منتظم مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ ضلع جھنگ۔ فون: (04524)211523

قائدِ احرار ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

کے تبلیغی اور تنظیمی اسفار

قائدِ احرار، ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ ۶، ۷ مارچ کو شہداء ختمِ نبوت کانفرنس ربوہ سے فارغ ہو کر ۸ مارچ کو جناب سید خالد مسعود گیلانی کی دعوت پر سلانوالی تشریف لے گئے اور مقامی احرار کارکنوں کے علاوہ مختلف شہری حلقوں کے نمائندہ افراد سے ملاقات کی۔ ملک کے سیاسی و دینی مسائل پر تبادلۂ خیالات کیا اور رات واپس ربوہ تشریف لے آئے۔ ۹ مارچ کو جناب حافظ محمد اسماعیل کی دعوت پر ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لے گے۔ یہاں مسجد معاویہ میں بعد نمازِ عشاء خطاب کیا۔ علاوہ ازیں احرار کارکنوں کو تنظیمی ہدایات دیں۔ اگلے روز گجرات تشریف لے گئے۔ گجرات شہر کے احرار کارکنوں سے ملاقات و تبادلۂ خیالات کے بعد اپنے آبائی گاؤں ناگڑیاں تشریف لے گئے۔ یہاں اپنے قائم کردہ مدرسہ محمودیہ معمورہ میں ایک ہفتہ قیام کیا اور پھر لاہور تشریف لے آئے۔ دفتر مجلس احرار اسلام لاہور میں احرار کارکنوں سے اور شہر میں مختلف احباب سے ملاقاتیں کیں۔ جماعت کے کام کو وسعت دینے اور تنظیم سازی کی طرف انہیں متوجہ کیا۔

سینیٹر جناب جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ سے ملاقات

لاہور میں قیام کے دوران نو منتخب سینیٹر جناب جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ اس وفد میں مدیر نقیب ختمِ نبوت سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، چودھری محمد اکرام اور علامہ محمد سلطان شامل تھے۔ حضرت شاہ جی نے جناب محمد رفیق تارڑ صاحب کو سینیٹر منتخب ہونے پر مبارک باد دی اور ملک کی مجموعی سیاسی صورت حال پر تبادلۂ خیال کیا۔ جناب تارڑ صاحب نے ربوہ میں شہداء ختمِ نبوت کانفرنس کی کامیابی پر حضرت شاہ جی کو اور تمام احرار کارکنوں کو مبارک باد دی۔

۲۳ مارچ کو حافظ عبدالرؤف صاحب کے مدرسہ عربیہ جامعہ صدیقیہ، بہل اڈہ ضلع بھکر کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے مختلف نشستوں سے خطاب کیا۔ حضرت پیر جی ایک روز قبل یہاں پہنچے تھے اور بہل کے مضافات میں ایک بستی میں منعقدہ تبلیغی جلسے سے بھی انہوں نے خطاب کیا۔ بہل میں مجلس احرار اسلام بھکر کے کارکنوں کا ایک وفد بھی ملاقات کے لئے پہنچا۔ اس میں جناب رانا شبیر احمد احرار، جناب راؤ زاہد حسین، جناب عبدالشکور، جناب راؤ صباحت قدیر، صوفی غلام اکبر اور دیگر احباب شامل تھے۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے ارکان بھی جناب صلاح الدین کے ہمراہ یہاں پہنچے ہوئے تھے۔ بعد عصر ان احباب نے مختلف تنظیمی امور پر تبادلۂ خیالات کیا اور جماعت کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے ۲۸ مارچ کا جمعہ دار بنی ہاشم ملتان میں بڑھایا اور ۳۰، ۳۱ مارچ، یکم اپریل کو جناب محمد حافظ اکرم صاحب کی دعوت پر علاقہ میلسی ضلع وہاڑی میں

مختلف تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔ حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری ۳۰ مارچ کو ملتان سے ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ۴،۵،۶ اپریل کو عزیز فہم اور گڑھاموڑ (ضلع وہاڑی) بورے والہ اور حاصل پور کے علاوہ مختلف علاقوں کادورہ کیا اور تنظیمی امور پر احباب احرار سے تبادلۂ خیالات کیا۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی اس دورہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ۵۔ اپریل کو حضرت سید عطاء المحسن بخاری نے وہواء ضلع تونسہ اور ۶۔ اپریل کو مدرسہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی میں خطاب کیا۔ حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری اور سید خالد مسعود گیلانی صاحب نے ۹۔ اپریل کو راولپنڈی میں احباب جماعت سے ملاقات کی۔ ۱۰،۱۱ اپریل کو سکھر اور لاڑکانہ سے ہوتے ہوئے کراچی پہنچے۔

مدعی نبوت کذاب وملعون، ابو الحسنین محمد یوسف علی کوسزائے موت دی جائے۔ (مجلس احرار اسلام لاہور)

ملعون یوسف علی کی گرفتاری کے مطالبہ کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام لاہور کے مختلف علاقوں میں ۶ مقامات پر بھرپور احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ ۲۸ مارچ اور ۴۔ اپریل کو مسجد شہداء کے باہر اجتماع جمعہ کے بعد زبردست احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ ان مظاہروں میں جماعت کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری کے علاوہ جناب میاں محمد اویس، جناب ظفر اقبال ایڈووکیٹ، جناب احمد معاویہ اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ملعون و کذاب مدعیٔ نبوت یوسف علی پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلا کر اسے سزائے موت دی جائے۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام لاہور کے ناظم میاں محمد اویس نے تھانہ ملت پارک میں ملعون پر مقدمہ درج کرنے کے لئے درخواست بھی دے دی ہے۔

ملعون و کذاب مدعی نبوت یوسف علی کو سر عام پھانسی دی جائے۔ (مجلس احرار اسلام کراچی)

مجلس احرار اسلام کراچی کے صدر جناب شفیع الرحمن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملعون و کذاب مدعی نبوت یوسف علی پر ۲۹۵/سی کے تحت مقدمہ قائم کرکے اسے سرعام پھانسی دی جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس واقعہ سے مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ حکومت مسلمانوں کے صبر کا امتحان نہ لے اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ ملعون یوسف علی ارتداد کا مرتکب ہوا ہے۔ اس پر مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

کذاب مدعیٔ نبوت ملعون یوسف علی کی سزائے موت تک مجلس احرار اسلام احتجاج جاری رکھے گی۔

جب سے لاہور کے رہائشی کذاب و ملعون یوسف علی نے جھوٹا دعویٔ نبوت کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کی مختلف شاخیں ملک بھر میں سراپا احتجاج بن گئی ہیں۔ مرکزی نگران کمیٹی کے ارکان مولانا محمد اسحٰق سلیمی،

عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے تمام ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس مسئلہ پر احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ان رہنماؤں نے کہا ہے کہ حکومت جب تک ملعون یوسف علی کو قرار واقعی سزا نہیں دیتی۔ مجلس احرار اسلام اپنا احتجاج جاری رکھے گی۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی نگران کمیٹی کے ارکان کا تنظیمی دورہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی نگران کمیٹی کے ارکان مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے نئی رکنیت سازی اور جدید شاخوں کے قیام کے سلسلہ میں مختلف شہروں کا دورہ کیا اور احباب سے ملاقاتیں کر کے انہیں مقامی سطح پر تنظیمی عمل کو مضبوط بنانے اور جماعتی کارکردگی بہتر بنانے کی ہدایات دیں۔ علاوہ ازیں نئی شاخیں بھی قائم کیں۔

پروگرام کے مطابق تینوں مرکزی رہنما ۷۔ اپریل ۱۹۹۷ء کو صبح بہاول پور پہنچے۔یہاں سے احمد پور شرقیہ اور لیاقت پور سے ہوتے ہوئے رات خان پور قیام کیا۔ ۹،۸ اپریل کو رحیم یارخان شہر، بستی مولویاں اور دیگر مضافاتی بستیوں کا دورہ کرتے ہوئے رات صادق آباد میں قیام کیا۔

۱۰ اپریل کو سکھر پہنچے اور رات وہیں قیام کیا۔ مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار کے منتظم اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم بھی ۱۰۔ اپریل کی شب سکھر پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے درس قرآن کریم دیا اور اگلے روز ۱۱ اپریل کو خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ شام کو چاروں رہنما لاڑکانہ پہنچے اور ۱۲ اپریل کو کراچی پہنچے۔ کراچی میں چار روزہ قیام کے دوران مختلف علماء اور کارکنوں سے ملاقات اور جماعت کی تشکیل جدید کی گئی۔

مرکزی رہنماؤں کا یہ تنظیمی دورہ انتہائی کامیاب رہا۔ بہاول پور میں جناب مولوی محمد اجمل صاحب، احمد پور میں جناب سید محمد ارشد بخاری صاحب ایڈووکیٹ، جناب حافظ طارق صاحب، لیاقت پور میں جناب قاری ظہورالرحیم صاحب، خان پور میں جناب مرزا عبدالقیوم صاحب، رحیم یار خان میں جناب حافظ محمد اشرف صاحب، بستی مولویاں میں جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب، مولانا فقیر اللہ رحمانی صاحب، صادق آباد میں جناب چودھری گلزار احمد صاحب، چودھری بشارت علی صاحب، اور جناب غلام مصطفی صاحب، سکھر میں محترم حادی بخش صاحب اور جناب قاری ظفر الحق صاحب کراچی میں صوفی مولا بخش صاحب، جناب شفیع الرحمن صاحب، جناب محمود احمد صاحب، جناب مولانا احتشام الحق معاویہ صاحب اور دیگر احباب سے ملاقاتیں ہوئیں اور الحمد للہ جماعت کے تنظیمی عمل میں کافی بہتری پیدا ہوئی۔ ان احباب نے مجلس احرار اسلام کے دائرہ کار کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کا یقین دلایا۔

احمد پور شرقیہ میں ڈاکہ ،
ڈاکو ڈھائی لاکھ روپے کا سامان لوٹ کر لے گئے۔

احمد پور شرقیہ میں ہمارے مہربان حافظ محمد طارق صاحب کی دکان پر ۱۲، ۱۳ مارچ کی درمیانی شب چند مسلح افراد نے ڈاکہ ڈالا اور دکان کے تالے توڑ کر ڈھائی لاکھ روپے مالیت کا سامان ٹرک میں لاد کر فرار ہوگئے۔ حافظ محمد طارق صاحب ہمارے رفیق فکر ہیں اور "خان برادرز" کے نام سے کاروبار کرتے ہیں۔ وہ لیور برادرز کے احمد پور شرقیہ میں ڈسٹری بیوٹرز ہیں۔ ڈاکہ کے دوران موقع پر موجود چوکیدار احمد شاہ نے ڈاکوؤں کو للکارا مگر ڈاکو اسلحہ تان کر فرار ہوگئے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔ مگر تاحال کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا گیا۔ حافظ محمد طارق نے آئی جی پنجاب، ڈی آئی جی پولیس بہاول پور اور ایس ایس پی بہاول پور کو ملزموں کی گرفتاری کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ حافظ محمد طارق نے افسران بالا کو مطلع کیا ہے کہ مقامی پولیس اس واقعہ کے سلسلہ میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔

اس قسم کے واقعات ہمارے ملک میں روز مرہ کا معمول ہوگئے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ پولیس کسی بھی موثر کاروائی سے گریز کرتی ہے اور مجرموں کو کھل کھیلنے کے مزید مواقع فراہم کرتی ہے۔ پولیس کے اس رویہ سے تاجروں میں عدم تحفظ کا احساس بڑھ گیا ہے۔ ہم افسران بالا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس وقوعہ کے ملزموں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

باعزت روزگار
فوج، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، مختلف تعلیمی اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں اچھی پوسٹ حاصل کرنے کے لئے ___ طلبا فاضل عربی کی کامیابی کے محلہ تقاضوں کے عین مطابق
جدید طرز پر
فاضل عربی
ٹیسٹ پیپرز
اینڈ
گائیڈ
(بورڈز آف پاکستان)

قرآن پاک | پارہ سیٹ | مجموعہ وظائف
تفاسیر، احادیث، فقہ، فلسفہ، اسلامی، تاریخی، سرائیکی، سائنسی، اردو، عربی ہمہ قسم کتب
ایم اے اسلامیات | ایم اے عربی | فاضل عربی | فاضل اردو | فاضل فارسی
و تمام گائیڈز ○ ایلوپیتھک کتب ○ فاضل عربی کے سابقہ پانچ سالہ پرچے اور حکومت پاکستان سے منظور شدہ نصاب کے مطابق فاضل طب و جراحت کی تمام کتب دستیاب ہیں ___ آپ گھر بیٹھے اپنی پسند کی کتب کی فہرست ایک خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔!
گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب
مترجم: حبیب الرحمن ہاشمی قیمت /125 روپے

وجودِ کائنات میں
کیا کیا تخلیق ہوا ___؟
صفاتِ الٰہیہ سے متعلق علوم و معارف، ادیبانہ اور مفسرانہ اسلوب میں
شرح اسمائے حسنیٰ اردو
570 صفحات
از علامہ عبدالصمد صارم الازہری
ان شاء اللہ عنقریب منظر عام پر آرہی ہے
معلومات خزانہ کیلئے اس کتاب کا گھر میں ہونا ضروری ہے

مکتبہ قاسمیہ ملتان
نزد گھنٹہ گھر ○ کچہری روڈ ○ ملتان۔ 75423 : ✆

هدایته الحیران فی جواهر القرآن

از حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم

مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کی تفسیر "جواہر القرآن" کا ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ اور علمی محاسبہ، مزید برآں شروع میں اقامتہ البرھان پر ایک تبصرہ ایک مقدمہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں مسئلہ حیات النبیؐ کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔

قیمت: =/180

غیر مقلد بنام غیر مقلد

یعنی غیر مقلدین اپنے ہی آئینہ میں

- ★ ترتیب: مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ
- ★ تقریظ: مولانا محمد امین اکاڑوی مدظلہ
- ★ مقدمہ: صوفی کامل مفتی بشیر احمد صاحب

جس میں غیر مقلدین کی کتاب صلوٰۃ الرسول (از حکیم محمد صادق سیالکوٹی) کا علمی محاسبہ نہایت عرق ریزی اور مدلل انداز میں کیا گیا ہے۔ قیمت: =/60

افسر شاہی

منشی عبدالرحمن کے قلم سے

حکمرانی، رشوت ستانی، من مانی، خود غرضی، بد عنوانی اندھیر نگری، نوکر شاہی، ظالم حکمرانی، اصول حکمرانی، رشوت کا خمیازہ ستم رانی، جیلوں کی دنیا، اور اس طرح کے عنوانات پر سیر حاصل بحث تاریخ اور حقائق کی روشنی میں۔

قیمت: اعلیٰ مجلد =/180

هدیته الشیعته

از حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

اس کتاب میں حضرت نے اھلِ تشیع کے جملہ عقائد بد کو نہایت دلسوزی کے ساتھ نقل کر کے ان کا مفصل و مدلل جواب دیا ہے۔ اپنے موضوع پر حضرت کی یہ تصنیف ایک نادر روزگار ہے اور اھلِ تشیع کے لئے فی الحقیقت ھدایت کا سامان ہے۔

قیمت مجلد اعلیٰ: =/180

اطباء کے حیرت انگیز کارنامے

از حکیم عبدالناصر فاروقی صاحب

اپنے موضوع پر منفرد دلچسپ کتاب عجیب و غریب نسخہ جات و مرکبات حیرت انگیز تشخیص کے واقعات، ہر طبیب کا مختصر تعارف و حالات، یونانی دواؤں کا اعجاز، نہایت دلچسپ اور قابلِ مطالعہ کتاب

قیمت مجلد اعلیٰ: =/81

بہارِ رفتہ

از منشی عبدالرحمن خان

آئینہ ملتان کا دوسرا رخ، مرقع تقریبات ملتان، یادگار علمی، ادبی، ثقافتی، سماجی، رفاہی، اور صنعتی تقریبات کی کہانی تصاویر کی زبانی

قیمت مجلد: =/300

منشی عبدالرحمن خان کی تمام تصانیف دستیاب ہیں۔ جملہ کتب کی خریداری پر خصوصی رعایت دی جائے گی۔

ہر قسم کی اسلامی کتب کے لئے **طیب اکیڈمی** بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 40501

Adarts-HRA-11/96

دینی علوم کی اشاعت، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور محاسبۂ مرزائیت کی جدوجہد کو مکمل و عالمی سطح پر عام کرنے کیلئے

چرمِ قربانی

یا ان کی قیمت

مجلسِ احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ

تحریک تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

منجانب: مجلس احرار اسلام پاکستان

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: 511961 (061)